ماہنامہ

الحقیقہ

پاکستان

مجلہ

نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوست اور دشمن

پیغام کربلا

شمارہ 2 - جلد 14
محرم الحرام ۱۴۳۵ھ نومبر 2013ء



صحابہ و اہل بیت کی محبت

مسائل دینیہ

دور حاضر کے مسائل کا قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل حل



پیکر صبر و رضا اور ہم (اداریہ)

فہرست

حمد و نعت

ہر وصف میں یکتا ہے تو اے بار الہٰ ☆ ہر شرک سے تو پاک ہے میرے اللہ
کیا شک ہو تری عظمت توحید میں یارب ☆ بندہ ہے ترا خواجہ کونین پناہ
ہر عبد کا مقصود ہے در اصلِ الہٰ ☆ ہر خلق ہے تخلیق کی قدرت پہ گواہ
عالم ہے ترے جلوہ بیرنگ سے رنگیں ☆ ہے بارش انوار تری شام و پگاہ
تو سب سے بڑا، سب کا خدا، سب کا الہٰ ☆ ہر اعظم و اکبر ہے ترا بندہ درگاہ!!
ہے تیرا نبی سارے زمانوں کا پیمبر ☆ اور اس کا گدا سارے زمانے کا شہنشاہ
پھر کیوں نہ ہوں یارب میں مقدر کا شہنشاہ ☆ جب تیرا نبی ہے مرے ہر درد سے آگاہ
تو ارحم و اکرم ہے تو وہ رحمتِ عالم! ☆ تو بھی مرا حامی ہے تو وہ ہے بہی خواہ
سلطان دو عالم ہے مرا دینِ پناہ ☆ مرشد کی مرے حال پہ ہے خاص نگاہ
آلودۂ الحاد ہوں آسی پھر بھی! ☆ لاحول و لا قوۃ الا باللہ

حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

یونس-۶۳

ترجمہ: سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

پیکر صبر و رضا اور ہم

سعید آسوی کے قلم سے

نئے اسلامی سال (۱۴۳۵ھ) کا آغاز ماہ محرم کی آمد سے ہو رہا ہے۔ یہ ماہ مقدس نواسہ رسول، جگر گوشہ بتول، شہزادہ گلگوں قبا، شہید دشت کرب وبلا، جلوہ گہ اسوہ حسنہ، سید الشہداء سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس لازوال و بے مثال داستان غیرت ایمانی اور واقعہ قربانی کی یاد دلاتا ہے۔ جس کی مثل تاریخ انسانی پیش کرنے سے عاجز ہے۔ یوں تو آپ کی تمام تر سیرت اقدس زہد وتقویٰ، کمال حلم، عفو و درگذر، عبادت و ریاضت، جود وسخا، صداقت وامانت، استقامت وشجاعت کے گلہائے خوش رنگ سے مہک اور چمک رہی ہے تاہم سرخی شہادت سب پہ غالب ہے اور پھر پورے واقعہ شہادت میں صبر واستقلال اور تسلیم ورضا کے اوصاف جمیلہ اپنے جوبن پہ نظر آتے ہیں۔ آپ نے انتہائی مظالم اور سفاکیوں کی تلخی کو راہ حق میں خندہ پیشانی اور خوش دلی کے ساتھ گوارا کیا۔ مگر بے صبری اور ناشکری کا کوئی حرف شکایت زبان اقدس پر نہ آیا۔

اللہ اکبر! ایک وقت وہ بھی آیا جب امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سارا باغ اجڑ چکا تھا............ کربلا کا میدان اہل بیت علیہم الرضوان کے خون سے لالہ زار بنا ہوا تھا............ آنکھوں کے سامنے اپنے پیاروں، راج دلاروں کی لاشیں تڑپ رہی ہیں............ عزیزوں کے ناحق خون پر آنکھیں خونبار ہیں............ چھ ماہ کے علی اصغر کا لہولہو بدن اور اٹھارہ سال کے لخت جگر، نور نظر شہزادے علی اکبر کا تیروں سے چھلنی بدن بھی سامنے ہے............ ننھے ننھے بھانجوں کے جسم کے اڑتے ٹکڑے اور پیارے پیارے بھتیجوں کی لاشوں پہ دوڑتے گھوڑوں کے مناظر بھی دل کو فگار کرنے کے لئے کافی ہیں............ ان پر نماز جنازہ پڑھنے اور ان کو دفن کرنے کی بھی فرصت نہیں............ غرضیکہ ہر ظلم کو آزمایا گیا، ہر ستم کو ڈھایا گیا، لیکن اللہ اللہ! جگر گوشہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس حالت میں بھی راضی برضا ہیں اور خدائے بزرگ و برتر کی تسبیح وتکبیر کے سوا کوئی کلمہ زبان سے نہیں نکالتے۔ ایسا طرز عمل آغوش رسالت کے پروردہ اس شہزادے ہی کا خاصہ ہے۔

ذرا ماضی کے دریچے میں جھانک کر دیکھئے۔ دشت وبلا میں ایسا پیاسا مسافر، اپنے جانثار ساتھیوں، وفادار بچوں، حق شعار بھائیوں کو خدا کی

راہ میں قربان کر کے خود بھی مقتل کی طرف جا رہا ہے اور اپنی پاکیزہ صفات ہمشیرہ سے کہہ رہا ہے:

''اے بہن! میں تجھے قسم دیتا ہوں، میری قسم پوری کرنا، جب میں شہید ہو جاؤں تو میرے غم میں گریبان چاک نہ کرنا، چہرہ نہ نوچنا، واویلا نہ کرنا اور ہائے ہائے، ہلاکت ہلاکت کے الفاظ نہ پکارنا'' (اخبار ماتم ص ۳۹۹۔ جلاء العیون ص ۳۸۷)

ایسا غمناک سماں، پتھر بھی خون کے آنسو رو رہے ہیں لیکن پیکر تسلیم و رضا صبر و استقلال کے انمٹ نقوش چھوڑ رہا ہے، فرماتے ہیں

''اے بہن! صبر کرو، دیکھو اہل زمین اور اہل آسمان سب کے لئے فنا ہے، خدا تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی کو بقا نہیں۔ ہمیں اور ہر مسلمان کو جناب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرنا چاہئے'' (ابن اثیر جلد ۴ ص ۲۴)

کیا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کا دعویٰ کرنے والوں کے لئے ان واقعات میں عبرت و نصیحت کا سبق نہیں؟ کیا ان کی زندگی میں حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے افعال و اخلاق کی کوئی ادنیٰ جھلک بھی نظر آتی ہے؟ محبت و عقیدت کا تقاضا تو یہ تھا کہ ان کی پوری زندگی حسینی کردار کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہوتی اور ان کی نقل و حرکت، قول و فعل بلکہ ہر ادا میں اسوۂ حسینی کی کچھ نہ کچھ جھلک نظر آتی مگر افسوس! صد افسوس!

اتباع اہل بیت کر سکتے نہیں

عشق کا دعویٰ ہے اور تقلید کر سکتے نہیں

کیا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے خاندان کو بھرپور جوان علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور معصوم علی اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ننھے عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت نہ تھی؟ کیا عزیزوں، بھتیجوں اور بھانجوں کے حق میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل پتھر بن گیا تھا؟ ہرگز نہیں بلکہ محبت تھی اور ضرور تھی اور جتنی انہیں تھی، اس کا ہزارواں حصہ بھی دورِ حاضر کے مخصوص ''محبان اہل بیت'' کو نہیں۔ مگر کیا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عزیزوں کی شہادت پر ایسا ہی طرزِ عمل اور طریقہ اختیار کیا جیسا کہ یہ مخصوص ٹولہ کر رہا ہے؟ نہیں بلکہ عظیم ترین صبر و تحمل کا ثبوت دیتے ہوئے صبر و استقامت، رضا و توکل اور رجوع و انابت الی اللہ جیسی صفات کا عظیم الشان مظاہرہ کیا اور دوسروں کو (جیسا کہ اوپر بیان ہوا اپنی ہمشیرہ کو) بھی تلقین فرمائی۔

کربلا میں اور تجھ میں انا بعد المشرقین

اس طرف شور و رجز خوانی ادھر لے دے کے بین

اس طرف تکبیر ادھر ہنگامہ ہائے شور و شین

اس طرف اشکوں کا پانی اس طرف خون حسین

وہ تھے کس منزل میں اور تو کون سی منزل میں ہے

شرم سے گڑ جا اگر احساس تیرے دل میں ہے

اس مخصوص فکر کے افراد کی فکر کو ہم یہاں زیر بحث نہیں رکھنا چاہتے کہ اس سے پہلے کے مضامین میں اس پر خاطر خواہ بحث ہوتی رہی ہے البتہ اہل ایمان کی توجہ ان اوصاف جمیلہ کی طرف دلانا چاہتے ہیں (عموماً ان کا بیان نظر انداز کر دیا جاتا ہے) جس کا ظہور دشت نینوا میں نمایاں ترین تھا

یعنی امام عالی مقام علیہ السلام کا صبر و استقلال اور یونہی تسلیم و رضا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ دور حاضر کا مسلمان ایمان و یقین کے معاملے میں ضعیف جبکہ بے صبری و ناشکری اور مایوسی و نا امیدی میں قوی ہو چکا ہے۔ بیماری، مصیبت، بلا آزمائش اور تنگی کی صورت میں صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ کر مایوسی کے سمندر میں اتر کر ناشکری کی کشتی میں ہچکولے کھانے لگتا ہے۔ یہ اس کے خدا پر یقین کی کمزوری اور اس کے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رحمتوں پر خاطر خواہ بھروسہ نہ ہونے کی علامت ہے۔ حالانکہ یہ بیماریاں اور مصیبتیں بندہ مومن کے لئے لاتعداد رحمتوں اور برکتوں کے حصول کا پیش خیمہ ہیں۔ اسے چاہئے کہ کسی بھی افتاد کے نازل ہونے پر حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آخری پیغام عالیشان کو بھی یاد کر لیا کرے جو آپ نے اپنے صاحبزادے سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سینہ سے لگا کر اور پیشانی چوم کر دیا اور فرمایا تھا کہ "جب مدینہ پہنچو تو میرے دوستوں کو میرا سلام کہنا اور میری جانب سے یہ پیغام دینا کہ جب تم میں کوئی رنج و بلا میں مبتلا ہو تو میرا رنج و بلا میں مبتلا ہونا یاد کرے اور جب کوئی پانی پئے تو میری پیاس یاد کرے" (تذکرہ ص ۹۰)

ہر مومن محب حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محب اہل بیت ہے۔ چنانچہ اسے فکر و عمل میں اپنی استعداد کے مطابق ان کا مطیع و فرمانبردار ہونا چاہئے۔ اسے محبت کا تقاضا ہے کہ مصائب و آلام میں وہ ان کی تابعداری کرتے ہوئے صاحب صبر و رضا بنے۔ یہاں چند احادیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا حسین گلدستہ اہل ایمان کی نذر کیا جا رہا ہے جن سے بندہ مومن کو مصیبت و بلا میں ڈالے جانے کی حکمت اور جزا کی خبر ہوگی۔ ان احادیث کی تشریح یا تبصرے کی احتیاج نہیں کہ اپنے موضوع کو یہ خوب صراحت کے ساتھ بیان فرما رہی ہیں۔

☆...... حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں عرض کیا۔ "یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم! لوگوں میں زیادہ بلا و مشقت والے کون ہیں؟" آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا "انبیاء کرام (علیہم السلام) پھر ان کے بعد درجہ بدرجہ ان کے پیروکار، حتیٰ کہ انسان کو ان کے دین کے درجہ اور مقدار کے مطابق آزمایا جاتا ہے۔ اگر اس کا دین مضبوط ہو تو اس کی آزمائش اور بلا بھی اسی قدر زیادہ ہوتی ہے اور اگر اس کے دین میں نرمی اور کچھ کمی ہو تو اس کے حساب سے ہی اس کی آزمائش کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بندے پر بلا و آزمائش گزرتی رہتی ہے حتیٰ کہ جب ختم ہوتی ہے تو وہ گناہوں سے پاک ہو کر زمین پر چلتا ہے"۔

☆...... حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم! آیہ مبارکہ من یعمل سوءا یجزبه (جس نے جو بھی برا کام کیا، اسے اس کی سزا دی جائے گی) کے بعد ہمارا کیا بنے گا کہ ہمیں ہمارے برے کام کی سزا ملے گی" تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا "غفر الله لک یا ابا بکر یعنی اے ابوبکر اللہ تعالیٰ تجھے معاف فرمائے، کیا تو مریض نہیں ہوتا؟ کیا تجھے غم و ملال نہیں پہنچتا، تجھے تھکن اور مشقت نہیں ہوتی، تجھے پیٹ وغیرہ کا درد نہیں ہوتا؟" میں نے عرض کیا "کیوں نہیں یا رسول اللہ" تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا "یہی تمہاری غلطیوں کی پاداش ہے جو تمہیں دنیا ہی میں مل جاتی ہے"۔

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ انسان ایک مرتبہ کو نہیں پا سکتا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے کسی آزمائش میں ڈال دیا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ اس مقام تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا "مومن اور مومنہ کے مال و جان اور ان کی

اولاد کے سلسلے میں ان پر بلا ءو آزمائش جاری رہتی ہے حتیٰ کہ جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرتے ہیں تو ان پر کوئی گناہ باقی نہیں ہوتا"

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک اعرابی سے فرمایا "کیا تجھے کبھی ام ملام نے پکڑا ؟"اس نے پوچھا 'وہ کیا ہوتی ہے؟'فرمایا 'گوشت اور چمڑے کے درمیان حدت وحرارت ہوتی ہے"۔ اس نے کہا 'مجھے تو یہ تکلیف کبھی نہیں ہوئی'۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تجھے کبھی 'صداع' بھی پہنچی ہے؟'عرض کیا 'وہ کیا ہوتی ہے؟'فرمایا "وہ انسان کے سر میں ایک شریان ہوتی ہے، جس کی وجہ سے سر میں درد ہوتا ہے"۔ اس نے کہا 'مجھے تو کبھی دردسر بھی نہیں ہوا'۔ جب وہ واپس ہوا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا "جس کو دوزخی آدمی دیکھنے کی رغبت ہو وہ اس شخص کو دیکھ لے"

☆......حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاک گھر حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بخار کی حالت میں تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر چادر مبارک موجود تھی۔ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بدن مبارک پر ہاتھ رکھا تو بخار کی تپش کی چادر کے اوپر سے محسوس ہونے لگی۔ عرض کیا 'یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ کے بخار کی تپش اتنی شدید ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا 'جماعت انبیاء پر بلاء و آزمائش بھی سخت ڈالی جاتی ہے اور ہمیں اجر و ثواب بھی بے حساب دیا جاتا ہے" پھر ابو سعید نے عرض کیا کہ 'یارسول اللہ! سب سے زیادہ کن لوگوں پر تکلیف آتی ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا 'انبیاء کرام پر پھر علماء اور پھر صالحین پر۔ صالحین و کاملین سے جب کسی کو فقر میں مبتلا کیا جاتا ہے تو وہ سوا اپنی اونی قباء کے جو اس نے پہن رکھی ہوتی ہے، کچھ نہیں پاتا اور اسے جوؤں کے عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ اسے ختم کر ڈالتی ہیں۔ مگر وہ اپنی اس بلاء و مصیبت پر تمہیں تمہاری خوشی و عطا سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے۔

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سنا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب میں اپنے بندے کی دونوں آنکھیں واپس لے کر اسے آزمائش میں ڈالتا ہوں اور وہ صبر سے کام لیتا ہے تو میں اس کے عوض اسے جنت عطا کرتا ہوں۔

☆......حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "جب بندہ بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دو فرشتے بھیجتا ہے اور حکم فرماتا ہے کہ دیکھو یہ اپنی تیمارداری کرنے والوں سے کیا کہتا ہے؟ اگر وہ ان آنے والوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرتا ہے تو وہ اللہ کے حضور اس کی روئیداد کو پیش کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے حال کو خوب جانتا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، یہ میرے ذمہ کرم پر ہے۔ اگر میں اپنے بندے کو اپنے پاس بلاؤں گا تو اسے جنت میں داخل کروں گا اور اگر اسے شفا دوں گا تو اس کے گوشت اور خون کے بدلے بہتر گوشت اور خون عطا کروں گا اور اس کے گناہوں کو مٹا دوں گا۔

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے کہ "جب تم میں سے کسی کو تکلیف پہنچے تو وہ موت کی تمنا نہ کرے۔ اگر کچھ کہنا چاہتا ہے تو یوں کہے اللھم احینی ما کانت الحیاۃ خیر الی و توفنی اذا کانت الوفاۃ خیر الی "یعنی اے اللہ! جب تک میرے لئے حیات بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لئے وفات بہتر ہے تو مجھے اپنے پاس بلا لے۔

☆......حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کسی شخص کا بچہ فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ تم نے

میرے بندے کی روح کو قبض کیا اور اس کے دل کا ثمر قبض کیا؟ وہ عرض کرتے ہیں، ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو پھر اس نے کیا کیا؟ وہ عرض کرتے ہیں اس نے انا للہ و انا علیہ راجعون کہا اور تیری حمد بیان کی۔ تب ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے، میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دو اور اس کا نام بیت الحمد رکھ دو۔

☆......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ انصاری صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سوال کیا کہ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہر ایک کو عطا فرمایا۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس حاضر سامان ختم ہو گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان حضرات سے فرمایا میرے پاس جو کچھ آتا ہے میں اسے تم سے بچا کر نہیں رکھتا۔ تم میں سے جو پارسائی چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے پارسا کر دے گا۔ جو بے نیازی اختیار کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے غنی کر دے گا اور جو صبر کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے صبر عطا فرمائے گا۔ تمہیں صبر سے بڑھ کر وسیع اور افضل کوئی اور خزانہ ملا ہی نہیں۔

☆......حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ صبر آدھا اور یقین پورا ایمان ہے۔

☆......حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نوجوانی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے نوجوان! اللہ (کے خیال) کی حفاظت کر، وہ تیری حفاظت کرے گا۔ تو اللہ (کے خیال) کی حفاظت کر تو اسے اپنے سامنے پائے گا۔ خوشحالی میں اللہ کو پہچان وہ تجھے تنگ حالی میں پہچانے گا۔ اس بات کا یقین رکھ کہ جو تجھے نہ مل سکا وہ تجھے مل ہی نہ سکتا تھا اور جو تجھے مل گیا وہ تجھے مل کر ہی رہنا تھا۔ یاد رکھ اگر ساری کائنات جمع ہو کر تجھے کوئی ایسی چیز دینا چاہے جو خدا نے تجھے دینے کا ارادہ نہیں فرمایا تو وہ ہرگز نہ دے سکے گی اور اگر تجھ سے کوئی ایسی چیز کو روکنا چاہے جسے خدا تجھے دینے کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ اسے باز نہ رکھ سکے گی۔ یاد رکھ کہ جو قیامت تک ہونے والا ہے، قلم اسے لکھ کر خشک ہو چکا ہے۔ جب مانگنا ہو تو اللہ سے مانگ، جب پناہ لینی ہو تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ لے۔ یاد رکھ کہ فتح و نصرت، صبر کے ساتھ اور کشادگی مصیبت کے ساتھ وابستہ ہے اور تنگی کے ساتھ آسانی رکھ دی گئی ہے۔

☆......حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے یہ فرمان سنا کہ جو اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہوا، اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا۔

☆......حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے

اسئلک الرضا بعد القضا یعنی میں تجھ سے تیری قضا پر رضا مانگتا ہوں

☆......حضرت عبد اللہ الشخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو اپنے عطا کردہ رزق پر آزماتا ہے، اگر وہ اس کی عطا پر راضی رہے تو اللہ تعالیٰ اسے وسعت و برکت دیتا رہتا ہے اور اگر ناراض رہے تو اللہ تعالیٰ اس سے برکت و وسعت اٹھا لیتا ہے۔ (الآداب: امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی)

☆☆☆☆

نواسہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دوست اور دشمن

حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

موجودہ شمارے کا خاص تعلق محرم الحرام شریف سے ہے اور محرم الحرام کی شہرت کا سب سے بڑا سبب دسویں تاریخ ہے اور پھر اس دسویں تاریخ کا مشہور ترین واقعہ راکب دوش رسول، جگر گوشہ بتول حضرت سیدنا امام حسین علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی شہادت ہے۔ کربلا کی یہ ایک روزہ جنگ جس میں شیر خدا کا شیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ صبر و رضا اور عشق و وفا کا بے مثال مظاہرہ کرتا ہوا راہ حق میں شہید ہوا، کئی اعتبار سے سبق آموز ہے۔ مگر ہم یہاں صرف ایک ہی پہلو پیش کرتے ہیں اور وہ یہ کہ حسینی فوج اور یزیدی فوج کے سپاہیوں کا نقطہ نظر کیا تھا۔ اگر ہم لڑنے والوں کے جذبے کو سمجھ لیں تو فیصلہ کرنا مشکل نہیں رہے گا کہ خدا والوں کا طرز فکر کیا ہوتا ہے اور دنیا دار کس طرح سوچتے ہیں اور پھر اسی تحقیق کی روشنی میں اس سوال کا جواب بھی آجائے گا کہ کربلا کے میدان میں کون کامیاب ہوا اور کون ناکام۔ کامیابی اور ناکامی کی حقیقت کو سمجھ لینے کے بعد ہم اپنے کردار کا جائزہ بھی لے سکتے ہیں اور یوں فیصلہ کرسکتے ہیں کہ ہمارا طرز فکر و عمل کامیاب ہونے والے خوش نصیب افراد کے ساتھ موافقت کرتا ہے یا زندگی کی دوڑ میں ناکام ہونے والے بدنصیب لوگوں کے ساتھ۔

یزیدی فوج: آیئے سب سے پہلے دونوں فوجوں کی اپنی اپنی سوچ اور اپنے اپنے جذبہ عمل کو دیکھیں۔ یزیدی فوج میں جو محتاط اندازے کے مطابق بائیس ہزار سپاہیوں پر مشتمل تھی، تین قسم کے لوگ تھے کچھ وہ تھے جنہیں حق و باطل، ایمان و کفر اور پھر ان کے آخری انجام جنت و دوزخ کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں تھی۔ یہ لوگ محض دیکھنے میں انسان تھے ورنہ انسانیت سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا۔ یہ ظاہری، دنیوی اور فانی اقتدار ہی کو ''حق'' سمجھتے تھے اور جان و مال سے اسی کی پرستش کرتے تھے۔ اس گروہ کا سرغنہ ''شمر'' تھا جو عدل و انصاف، غیرت و حمیت اور رحم و کرم سے بالکل عاری تھا۔ اس کے دل و دماغ میں خوف خدا تعالیٰ، شرم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور فکر آخرت کا کوئی گزر نہیں تھا۔ اسے جاننے اور پہچاننے والے بھی اس حقیقت سے واقف تھے اور کربلا کے میدان میں اس کا ہر کام اور ہر بات اس کی اسی فطرت کی آئینہ دار تھی۔ یہی وہ بدبخت تھا جس کی شقاوت و سنگدلی کی گواہی خود حضور ہادی اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے درج ذیل الفاظ میں دی تھی چنانچہ حضرت محمد بن عمر بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ کربلا کی دونہروں پر ہم حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے۔ پس امام نے شمر ذی الجوشن کو دیکھا تو فرمایا اللہ اور اس کا رسول سچے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تھا:

کانی انظر الی کلب ابلق یلج فی دم اھل بیتی و کان شمر ابرص (ابن عساکر)

ترجمہ: ''گویا میں ایک چتکبرے کتے کو دیکھتا ہوں جو میرے اہل بیت کے خون میں منہ ڈالتا ہے''

اور شمر کے جسم پر سفید داغ تھے اور اس شمری ذہنیت کے کچھ اور لوگ بھی اس یزیدی لشکر میں شامل تھے۔ اس لشکر میں وہ لوگ بھی شامل تھے جو سیدنا امام حسین علیہ الرضوان کو حق پر اور یزید کو خلافت کے لئے نا اہل اور ظالم سمجھتے تھے۔ مگر افسوس! دنیا کی محبت ان کی دینی سمجھ پر غالب آ گئی اور انہوں نے جان بوجھ کر دنیا کو عقبیٰ پر اور نفس کو دل پر ترجیح دی۔ لشکر کا سپہ سالار عمرو بن سعد اسی ذہنیت کا نمائندہ تھا۔ یہ رے کا گورنر بننا چاہتا تھا۔ جب اسے رے کی حکومت کے لئے خانوادہ رسالت سے جنگ لڑنے کی شرط سنائی گئی تو پہلے گھبرایا، غور وفکر کرنے کی مہلت مانگی۔ دوستوں نے اسے روکنے کی کوشش کی۔ اس نے بھانجے حمزہ بن مغیرہ بن شعبہ سے وعدہ بھی کر لیا کہ خون امام کا الزام اپنے سر نہیں لوں گا۔ خود بھی رات کو پھر اپنے ان دو شعروں میں تذبذب کا اظہار کرتا رہا:

اترک ملک الری والری رغبة

ام ارجع ملموما بقتل حسین

وفی قتله النار التی لیس دونها

حجاب و ملک الری قرة عین

ترجمہ: کیا میں رے کی حکومت چھوڑ دوں اور یہی تو مجھے مرغوب ہے، یا حسین کو قتل کر کے مذموم ہو کر لوٹوں اور ان کے قتل میں ایسی آگ ہے جس کے آگے کوئی حجاب نہیں اور 'رے' کی حکومت بھی تو میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے۔

آخر کار نفسانیت غالب آ گئی اور 'رے' کی حکومت کے مقابلے میں جنت و مغفرت سے دستبردار ہو گیا۔ کیا یہی وہ حرص جاہ و جلال نہیں جس کا نقشہ حدیث پاک میں یوں کھینچا گیا ہے

"وہ بھوکے بھیڑئے جو بکریوں کے جھنڈ میں چھوڑ دئے جائیں وہ ان کو اتنا برباد نہیں کرتے جتنی مال وجاہ کی حرص انسان کے دین وایمان کو تباہ کر دیتی ہے۔ (ترمذی ابواب الزاہد)

یہ عمرو بن سعد کے ایک سپہ سالار اعظم حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص علیہ الرضوان جو عشرہ مبشرہ میں بھی داخل ہیں کا ناہنجار بیٹا تھا۔ کس قدر عبرت انگیز یہ حقیقت ہے کہ باپ کفر پر تیر چلانے والا اور بیٹا گلشن دین وایمان پر یلغار کرنے والا۔

یزیدی فوج میں نہایت ہی قلیل تعداد ایسے لوگوں کی بھی تھی جو عمرو بن سعد کی طرح پہلے تو تذبذب کا شکار تھے مگر آخری فیصلہ دین کے حق میں کر کے سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں شامل ہو گئے اور اسلام کے باغیوں سے جہاد کرتے کرتے جام شہادت نوش کر گئے۔ اس ذہنیت کا عظیم نمائندہ حر بن یزید ریاحی تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے یہی وہ صاحب تھے جو ایک ہزار کا لشکر لے کر سب سے پہلے حضرت امام کے مقابل آئے تھے۔ کربلا کے میدان میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مصالحتی کوششوں کے مقابلے میں یزیدیوں کی ہٹ دھرمی دیکھی تو ضمیر نے جھنجوڑا اور تائب ہو گئے۔

لشکر امام: اب آیئے لشکر نواسہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی طرف خیال فرمایئے، اگر عمرو بن سعد ذی الجوشن کو عبید اللہ بن زیاد گورنر

کوفہ نے کربلا میں بھیجا تھا تو حضرت امام حسین علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کے جد امجد حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خواب میں تشریف لاکر کربلا جانے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ معظمہ سے روانگی کے بعد راستے میں پیچھے سے آکر آپ کو (مکہ معظمہ کے گورنر) عمرو بن سعد کا امان نامہ بھی دیا تو آپ نے پھر بھی واپس جانے سے انکار کردیا اور انہوں نے انکار کا سبب پوچھا تو فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے اور حضور نے مجھے حکم دیا ہے جس کو میں ضرور پورا کروں گا خواہ وہ خلاف پڑے یا موافق (یعنی اس میں دنیوی نقصان ہو یا نفع) انہوں نے کہا "وہ خواب کیا ہے" فرمایا نہ اب تک اسے میں نے کسی کو بیان کیا اور نہ کروں گا یہاں تک کہ اپنے رب تعالیٰ سے جاملوں۔ (طبری ابن اثیر وغیرہ)

گورنر کے امان نامہ کے جواب میں آپ نے دوسری باتوں کے علاوہ فرمایا" فخیر الامان امان اللہ" (طبرانی) یعنی سو بہترین امان اللہ تعالیٰ کی امان ہے۔

سوچئے، حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ہادئ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ہدایت پر کربلا جارہے تھے تو اس سفر کے بہترین اور مقدس ترین ہونے میں کسے شبہ ہوسکتا ہے۔ یزید پلید کی حکومت پر آپ کو کیا اعتراض تھا، اس کا جواب اس پرجوش تقریر میں ڈھونڈیئے جو آپ نے مقام بیضا پر حر کے ساتھیوں کے سامنے فرمائی۔ چنانچہ حمد وثنا کے بعد فرمایا:

"اے لوگو! بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایسے ظالم بادشاہ کو دیکھے جو اللہ کی حرام کی ہوئی چیز کو حلال جانے، اللہ کے عہد کو توڑے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سنت کے خلاف چلے۔ اللہ کے بندوں پر گناہ اور زیادتی کے ساتھ حکومت کرے پھر وہ بقدر طاقت اسے عمل وقول سے نہ بدلے تو اللہ تعالیٰ کو حق پہنچتا ہے کہ اس شخص کو بھی بادشاہ کے ساتھ دوزخ میں ڈال دے۔ خبردار! ان لوگوں نے شیطان کی اطاعت اختیار کی اور رحمٰن کی فرمانبرداری چھوڑ دی ہے ملک میں فساد برپا کردیا ہے حدود شرع کو معطل کردیا ہے۔ مال غنیمت کو اپنے لئے مخصوص کرلیا ہے۔ اللہ کی حلال کردہ اشیاء کو حرام اور حرام کردہ اشیاء کو حلال کردیا ہے اور میں بہ نسبت کسی اور زیادہ حق رکھتا ہوں کہ ان کو بدلوں۔۔۔۔"

سالار اہل حق سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جذبہ شہادت حق کا یوں تو مدینہ منورہ سے کربلا معلیٰ کے سفر کا ہر ہر واقعہ شاہد ہے، مگر اختصار کے پیش نظر صرف ایک واقعے پر اکتفا کی جاتی ہے۔ ہوا یہ کہ مندرجہ بالا تقریر سن کر حر نے کہا "آپ حملہ کریں یا آپ پر حملہ ہو دونوں صورتوں میں آپ ضرور قتل ہوں گے"۔ فرمایا "کیا تم مجھے موت سے ڈراتے ہو اور کیا تمہاری شقاوت اس حد تک پہنچ جائے گی کہ مجھے قتل کرو گے؟ بہر حال میں بھی وہی کچھ کہتا ہوں جو بنی اوس کے ایک صحابی نے اس وقت کہا تھا جب ان کے چچازاد بھائی نے انہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت سے روکنے کے لئے موت سے ڈرایا تھا۔

سامضی وما بالموت عار علی الفتی اذا مانوی خیرا و جاہد مسلما
و واسی رجالا صالحین بنفسہ و خالف مثبورا و فارق مجرما

فان عشت لم اندم وان مت لم الم کفی بک ذلا ان تعیش وترغما

ترجمہ: (۱) میں عنقریب اپنا مقصد پورا کرلوں گا پھر اگر جوان آدمی کی نیت نیک ہو اور وہ مسلمان ہوکر جہاد کرے تو موت اس کے لئے باعث ننگ وعار نہیں۔

(۲) جب کہ وہ اپنی جان سے صالحین کی مدد کرے اور (خدا تعالیٰ کے غضب سے) ہلاک ہونے والوں اور مجرموں سے علیحدہ رہے۔

(۳) سو اگر میں زندہ رہا تو مجھے ندامت نہیں ہوگی اور مر گیا تو کوئی صدمہ نہیں ہوگا لیکن تجھے یہی کافی ہے کہ رسوائی کے ساتھ زندگی بسر کرے گا (ابن اثیر)

مجاہدین کربلا کے جذبات: ۱۰ محرم کی رات تھی۔ حضرت امام پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب ساتھیوں کو یکجا کر کے یوں فرمایا (بروایت حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

''اللہ تبارک وتعالیٰ کی بہترین ثنا اور راحت ورنج میں اس کی حمد۔ اے میرے اللہ میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں اس نعمت پر کہ تو نے ہمیں خاندان نبوت میں پیدا کیا اور ہمیں (سننے والے) کان، (دیکھنے والی) آنکھیں اور (غور کرنے والے) دل عطا فرمائے، ہمیں قرآن کے علم اور دین کی سمجھ سے نوازا۔ سو ہمیں شکر ادا کرنے میں مزید توفیق بخش۔ امابعد میں کسی کے ساتھیوں کو اپنے ساتھیوں سے زیادہ وفادار اور بہتر نہیں سمجھتا اور نہ کسی کے اہل بیت کو اپنے اہل بیت سے زیادہ نیکوکار اور صلہ رحمی کرنے والا جانتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تم سب کو میری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ سن لو! کل ہمارا دشمنوں سے مقابلہ ہے (اور فیصلے) کا دن ہے اور میں تم سب کو (بخوشی) اجازت دیتا ہوں کہ رات کی اس تاریکی میں چلے جاؤ میری طرف سے کوئی ملامت نہ ہوگی۔ ایک ایک اونٹ لے لو اور تمہارا ایک ایک آدمی میرے اہل بیت میں سے ایک ایک آدمی کا ہاتھ پکڑ کے اپنے ساتھ لے لے۔ اللہ تعالیٰ تم سب کو میرے طرف سے جزائے خیر عطا دے پھر تم اپنے شہروں اور دیہات میں متفرق ہوکر نکل جانا، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ مصیبت آسان کردے۔ بلاشبہ یہ لوگ میرے ہی قتل کے درپے ہیں اور مجھے قتل کرنے کے بعد انہیں کسی اور کی طلب نہیں ہوگی۔'' (ابن اثیر طبری)

اس عظیم الشان، دردناک اور قائدانہ خطاب کے جواب میں سب نے جان قربان کرنے کو ترجیح دی اور اہل بیت تو اہل بیت، دوسرے ساتھیوں میں سے بھی کسی نے نواسہ رسول کریم (علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم) کا ساتھ چھوڑنا پسند نہ کیا۔ چنانچہ حضرت مسلم بن عوسجہ اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہوکر کہا ہم آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں تو آپ کے ادائے حق کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے۔ خدا تعالیٰ کی قسم! میرے پاس اسلحہ نہ ہو تو میں پتھر مار مار کر دشمنوں سے لڑتا اور یوں آپ پر قربان ہو جاتا۔ (ابن اثیر)

حضرت سعد بن عبداللہ حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے خدا تعالیٰ کی قسم! ہم اس وقت تک آپ کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے جب تک اللہ تعالیٰ یہ نہ دیکھ لے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد آپ کی اولاد کی کیسی حفاظت کی۔ خدا تعالیٰ کی قسم! اگر مجھ کو یہ بھی معلوم ہو جائے کہ ستر مرتبہ اس طرح قتل کیا جاؤں کہ ہر مرتبہ زندہ کر کے جلا دیا جاؤں گا اور میری خاستر اڑادی جائے گی تو بھی میں آپ کا ساتھ نہ چھوڑتا اور اب تو ایک ہی مرتبہ قتل ہونا ہے اور اس قتل ہونے میں ہمیشہ کی عزت ہے پھر اسے کیوں نہ حاصل کروں۔ (طبری)

حضرت ابیر بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر کہا میں تو یہ چاہتا ہوں کہ قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں اسی طرح ہزار مرتبہ زندہ کیا جاؤں اور قتل کیا جاؤں اور میرے ہزار مرتبہ کے قتل سے خدا آپ کی ذات اور اہل بیت کے نوجوانوں کو سلامت رکھے۔

کون کامیاب ہوا؟: آپ نے دیکھ لیا حضرت سیدنا امام حسین علیٰ جدہ وعلیہ السلام اور آپ کا ہر ساتھی شہادت کے نشے سے سرشار تھا اور سب شہید بھی ہو گئے۔ کامیاب ہونے کا معنی ہے مقصد پالینے والا تو یقیناً سب نے شہادت سے سرفراز ہو کر کامیابی حاصل کر لی۔ ان کے برعکس یزید کوئی فوج جس نے گویا تاریخ ہستی کے بدترین ظلم وستم کا الزام اپنے سر لیا اور جس کا ہر سپاہی دنیوی مال و دولت یا اعزاز حاصل کرنے کے لئے آیا تھا وہ دین کو ضائع کر کے دنیا بھی نہ کما سکا۔ فوج کا کمانڈر "رے" کی حکومت کا طلبگار تھا اور اس نے خود جان بوجھ کر اسی کے لئے نار جہنم کا سودا کیا تھا اس حکومت سے بھی محروم رہا۔ ہر لشکری مرنے سے پہلے دنیوی عذاب میں مبتلا ہوا اور ذلت کی موت مرا۔

گویا نواسہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھی راہ حق میں کٹ کر زندہ جاوید ہو گئے اور ابدی کامیابی ان کے قدم چوم رہی ہے۔ ان کے برعکس یزید و شمر اور ان کے ساتھی چند روز داد عیش دے کر ابدی ناکامی اور ہلاکت و ذلت کا شکار ہو گئے۔

سرزمین کربلا، کہہ رہی ہے برملا

اہل وفا زندہ باد، اہل جفا مردہ باد

ہم اور یاد محرم: عالم اسلام میں معرکہ کربلا کی یاد ہمیشہ منائی جاتی ہے اس سلسلے میں سب سے اہم نکتہ جو ذہن نشین رہنا چاہئے وہ یہ ہے کہ معرکہ کربلا جو دراصل حق و باطل ہی کی جنگ تھی، آج بھی جاری ہے۔ دنیا بھر میں جہاں اسلام کی حمایت میں آواز بلند کی جارہی ہے۔ یقین جانئے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیض ہے اور آپ کے سپاہی ہیں جو یہ فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ وہ لوگ جنہیں دین کی غیرت نہیں، اسلام کی سربلندی سے کوئی دلچسپی نہیں بلکہ ہر ممکن طریقے سے حق کا راستہ روکنے پر تلے ہوئے ہیں کچھ بھی کہلائیں، حقیقت میں یزیدی ہیں۔ دنیا بھر کی نکتہ چینی کے بجائے آیئے ہم اس آئینے میں اپنا چہرہ دیکھیں۔ کیا ہم حسینی ہیں اگر حسینی ہیں تو یاد رکھیں۔

کرتی رہے گی شہادت حسین کی — آزادی حیات کا یہ سرمدی اصول

چڑھ جائے کٹ کے سر ترا نیزے کی نوک پر — لیکن یزیدیوں کی اطاعت نہ کر قبول

اور خدانخواستہ یزیدی ہیں تو جس قرآنی نظام کے دفاع کے لئے شہزادۂ گلگوں قبا علیٰ جدہ وعلیہ التحیۃ والثناء نے بہتر یا بیاسی قیمتی جانوں کا نذرانہ پیش کیا تھا، اسے روکنے کے لئے دور حاضر کے عمرو بن سعد، شمر ابن زیاد بن کر دور حاضر کے یزیدیوں کا ساتھ دیں۔ اور چند روزہ عیش خرید کر ہمیشہ کی عزت، راحت اور مغفرت سے منہ موڑ لیں۔

اے اللہ آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا صدقہ ہم پر ہمارے نفس کو مسلط نہ ہونے دے اور ہمیں شہدائے کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو زبانی ہی نہیں، عملی خراج عقیدت پیش کرنے کی سعادت عطا فرما۔ (آمین)

پیغام کربلا

حضرت علامہ غلام مصطفےٰ مجددی (شکرگڑھ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کرب وبلا کا اندوہناک واقعہ تاریخ اسلام میں ہی نہیں تاریخ عالم میں بھی بے مثال ہے، ہر سال اہل اسلام اس کی کرب ناکیوں کو یاد کر کے آنسو بہاتے ہیں اور یزیدیت کی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔ آل اطہار کی محبت ومودت میں ڈوب کر محافل کا انعقاد کرتے ہیں، لنگر تقسیم کرتے ہیں، ان کی عظمت وعزت کے ترانے آلاپے جاتے ہیں اور حسینیت زندہ باد کے نعرے بلند کرتے ہیں۔ یہ تمام کام اپنی اپنی جگہ درست ہیں لیکن اس وقت تک اہل کرب وبلا کا حق ادا نہیں ہوسکتا جب تک ہم ان کے پیغام پر عمل نہیں کریں گے۔ زیر نظر تحریر میں اس عظیم واقعہ کے پیغام کے حوالے سے آگاہی نصیب ہوگی۔ مجھے امید ہے کہ قارئین ضرور توجہ فرمائیں گے۔

(۱) قربانی: کرب وبلا کا پیغام اول ہے قربانی، اسلام میں قربانی کی بہت اہمیت ہے، ارشاد خداوندی ہے:

''اے محبوب! فرما دیجئے، بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔''

حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حیات طیبہ میں بھی ہمیں قربانی کی لازوال مثالیں دکھائی دیتی ہیں۔ صحابہ کرام کے متعلق بھی قرآن پاک کی گواہی موجود ہے کہ وہ اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں، اگر کوئی اسلامی تقویم پر ہی غور کرے تو معلوم ہو جائے گا کہ اس کا پہلا مہینہ ہے محرم الحرام، اس کی پہلی تاریخ کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قربانی موجود ہے، پھر سارا مہینہ آل اطہار کی قربانیوں سے عبارت ہے اور اس کا آخری مہینہ ذوالحج شریف، اس میں حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل اور حضرت ہاجرہ علیھم السلام کی قربانیوں کی یاد تازہ ہوتی ہے، اٹھارہ تاریخ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جان کی قربانی پیش کر کے عالم السام کو خون ریزی سے بچایا، گویا اسلام کی ابتداء بھی قربانی ہے اور اسلام کی انتہا بھی قربانی ہے۔ قربانی نہیں تو اسلام نہیں، ایمان نہیں، ہدایت نہیں، کچھ بھی نہیں۔ پھر یہ بھی یاد رکھیں کہ قربانی سے جان ومال میں برکات کا نزول ہوتا ہے، کمی پیدا نہیں ہوتی، مثال کے طور پر عید الاضحیٰ کے موقعہ پر لاکھوں جانور ذبح کیے جاتے ہیں، ان حلال جانوروں میں پیدائش کا تناسب بھی حرام جانوروں کی نسبت بہت کم ہے۔ لیکن پھر اگلے سال ان کی تعداد لاکھوں میں چلی جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو خدا کے نام پر قربان کیا جاتا ہے اور قربانی میں بے پناہ برکت ہے۔ اسی طرح یزید کی طرف ہزاروں کا لشکر تھا لیکن ان میں سے کوئی بھی نام حق پر مٹنے کے لئے نہیں آیا تھا، آج ان کی نسل کا کوئی فرد نظر نہیں آتا جب کہ میرے امام عالی مقام علیہ السلام نے اپنے بیٹے، بھانجے، بھتیجے اور تمام رشتے نام حق پر قربان کردئے تو آج جدھر بھی دیکھئے، آل حسین کا کوئی

نہ کوئی پھول مہکتا ہوانظر آئے گا، یہ ہے قربانی:

نبی کے نام لیوا جان دینے سے نہیں ڈرتے

یہ سر کٹ جائے یارہ جائے کچھ پروانہیں کرتے

یہ واقعات ہم واعظین سے سنتے ہیں اور کسی کتاب میں ان کا حوالہ بھی مل جاتا ہے کہ ۹ محرم الحرام کا دن گزرا اور رات کے سائے نمودار ہوئے، آدھی رات تھی حضرت امام عالی مقام علیہ السلام نے اپنے عون وانصار کے اپنے خیمۂ ہدایت میں جمع کیا اور فرمایا کہ چراغ بجھا دو، جب چراغ بجھ گیا تو فرمایا میرے ساتھیو! میرے جانثارو، میرے شیر دل جوانو، یہ کوفی میرے خون کے پیاسے ہیں، صبح عاشور آنے والی ہے، یہ میدان کارزار میں مجھے شہید کر لیں گے تو ان کی پیاس بجھ جائے گی، تم اپنی جانیں بچا کر نکل جاؤ، قیامت کے دن میں تم سے کوئی باز پرس نہیں کرونگا، اللہ اکبر، سبط رسول کا کیا ایثار ہے، کیا قربانی ہے، آگے ماننے والے بھی تو کائنات کے منتخب افراد تھے، وفا اور رضا کے پیکران جمیل تھے، انہوں نے عرض کی آقا! یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ شمع ہدایت کو چھوڑ کر پروانے چلے جائیں، ہم تو عہد عظیم کر کے آئے ہیں کہ جہاں آپ کا پسینہ گرے گا وہاں ہم اپنے خون کی نہریں بہادیں گے، امام برحق نے ان کی قربانی کا جذبہ دیکھا اور سب کو دعاؤں سے سرفراز فرمایا۔

اسی طرح دریائے فرات کا دل گداز منظر کسے فراموش ہوسکتا ہے جب حضرت عباس علم بردار رضی اللہ عنہ پانی لینے کے لئے کنارے پر پہنچتے ہیں کہ چند قطروں سے گلہائے زہرا کی تشنگی کا علاج کیا جائے چلو بھر کر خود بھی کئی دنوں کی پیاس بجھانا چاہتے ہیں مگر اچانک خیال آتا ہے کہ اے ساقی آل اطہار! خبردار! ابھی تو سکینہ پیاسی ہے، ابھی تو علی اصغر پیاسا ہے، ابھی تو زینب کا حلق خشک ہے، ابھی زین العابدین کے لب تر نہیں ہوئے، ابھی تو شہزادہ کونین مولا حسین نے پانی نہیں پیا، تمہاری وفا تمہاری قربانی تمہارے ایثار کا تقاضا ہے کہ پہلے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کے جگر پاروں کو سیراب کیا جائے۔ پھر حضرت عباس نے پانی کو دریا میں پھینکا اور مشکیزہ بھر کر خیموں کی جانب لپکے، تیر چلنے لگے، تلواریں اچھلنے لگیں، نیزے بڑھنے لگے، ساقی آل اطہار زخمی ہوکر، بازو کٹوا کر، مشکیزہ کا سارا پانی کربلا کی پیاسی ریت کے سپرد کر کے سواری سے گر گئے۔ مگر قربانی کو آنچ نہ آنے دی، وفا کا سر نہ جھکنے دیا۔ اے کربلا کا ذکر کرنے اور سننے والے مسلمانو! آؤ دیکھو کیا ہمارے اندر بھی یہ قربانی کا جذبہ موجود ہے، کیا ہم بھی اپنے بھائیوں کے لئے، بہنوں کے لئے، رشتے داروں کے لئے اور وطن عزیز کے غریب باسیوں کے لئے ایسی ہی فکر ایثار سے لبریز ہیں۔ آج امیر لوگوں کے بچے اعلیٰ اداروں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں جب کہ ان کے پڑوسی بچے غربت و عسرت کے ہاتھوں مجبور ہو کر تعلیم چھوڑ کر ہوٹلوں میں ملازمت کر رہے ہیں۔ کیا ملک کا ایک ایک امیر دو چار بچوں کی کفالت کر کے ایثار کربلا کی یاد تازہ نہیں کرسکتا، کیا کربلا کے اس پیغام سے ہمارے ملک میں انقلاب نہیں آسکتا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے آنسو بہا کر ان عظیم افراد کا حق محبت ادا کر دیا ہے، اب کسی کی اقتداء کی ضرورت نہیں، جو لوگ اس پیغام قربانی پر عمل کرتے ہیں، ان کو مبارک ہو۔

وہ خدا تعالیٰ کا شکر کریں اور جو نہیں کرتے وہ فکر کریں کہ آخر وہ کس منہ سے کربلا والوں کا نام لے رہے ہیں۔

(۲) صبر و رضا: دوم ہے صبر و رضا، قرآن پاک نے صبر و رضا پر بہت زیادہ زور دیا ہے، پہلے تو اس نے جانوں، مالوں اور پھلوں کی کمی دے کر آزمانے کا ذکر فرمایا اور بعد ازاں اس آزمائش پر صبر و رضا کا مظاہرہ کرنے والوں کو جنت کی خوشخبری عطا فرمائی نیز صبر والوں کو بغیر حساب کے دخول جنت کا مژدہ سنایا۔ حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور صحابہ کرام ساری زندگی صبر و رضا کی عملی مثالیں قائم کرتے رہے جو آج بھی ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ کربلا والوں نے بھی صبر و رضا کی انمٹ داستان رقم فرمائی۔ کیا یہ واقعہ فراموش ہو سکتا ہے۔ صبح عاشورا کا سورج طلوع ہوا تو حضرت امام عالی مقام علیہ السلام اپنے خیمہ ہدایت کہ طناب کے قریب بیٹھ کر تلوار تیز کرنے لگے، حضرت زینب قریب آئیں اور پوچھا، بھائی جان! کدھر کا ارادہ ہے۔ فرمایا! زینب اس زمانے نے کسی کے ساتھ وفا نہیں کی، لگتا ہے حسین کے ساتھ بھی نہیں کرے گا۔ یہ دل فگار الفاظ کیا تھے، حضرت زینب غمناک ہو گئیں۔ لبوں سے آہ نکلنے لگی تو حضرت امام برحق نے اپنے مبارک ہاتھ ان لبوں پر رکھ دیئے اور فرمایا! زینب یہ کیا کر رہی ہو، ہم صبر والوں کی اولاد ہیں، میرے بعد تم نے صبر کا دامن نہیں چھوڑنا، واویلہ نہیں کرنا، بالوں میں خاک نہیں ڈالنی، سینے پر دو ہتھڑ نہیں مارنے۔ حضرت زینب نے بھی کہا کہ بھائی جان! آپ خاطر جمع رکھیں! میں وعدہ کرتی ہوں جس طرح آپ حیدر کرار کی تلوار کی لاج رکھیں گے، میں زہرا پاک کی چادر تطہیر کی لاج رکھوں گی۔ تاریخ گواہ ہے کہ کربلا سے کوفہ تک اور کوفہ سے دمشق تک اور پھر دمشق سے مدینہ منورہ تک کتنے مرحلے آئے، کیسے طوفان گزرے، ثانی زہرا نے صبر و رضا کے ایسے نقوش ثبت کئے کہ قیامت تک دختران امت کے لئے سرمایہ حیات ثابت ہوتے رہیں گے۔

اے کربلا والوں کی محبت میں مچلنے والے مسلمان! کیا ہم بھی غم و آلام کے طوفانوں میں اس صبر و رضا کا دامن مضبوطی سے پکڑتے ہیں، اگر پکڑتے ہیں تو مبارک ہو۔ خدا تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور اگر نہیں پکڑتے تو فکر کریں کہ آخر ہمارے اور ان کے کردار میں اتنا تضاد کیوں ہے۔

(۳) استقامت: کرب و بلا کا پیغام سوم ہے استقامت۔ اس کا معنی ہے حق تعالیٰ کے دشمنوں کے سامنے ڈٹ جانا اور ہدایت کے راستے پر مضبوط رہنا۔ قرآن پاک نے فرمایا "جو لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے اور اس عقیدے پر ڈٹ جاتے ہیں تو ایسے لوگوں پر رحمت کے فرشتے نازل ہوتے ہیں" حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور صحابہ کرام نے ہر قدم پر استقامت کا مظاہرہ کیا۔ جب مکہ کے نامی گرامی سرداران کے سامنے طرح طرح کی پیش کش رکھ دیتے تھے تو انہوں نے فرمایا "اگر میری دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی لا کر رکھ دیں تو میں خدا تعالیٰ کے راستے سے باز نہیں آؤں گا۔ یہ ہے استقامت، صحابہ کرام کو کوئلوں پر لٹایا گیا، سنگلاخ میدانوں میں گھسیٹا گیا، برچھیاں پروئی گئیں، کانٹے بچھائے گئے، کنویں کھودے گئے مگر ان نام حق کے جیالوں اور راہ حق کے مسافروں میں ذرہ برابر بھی لغزش پیدا نہ ہو سکی، یہ ہے استقامت۔

کربلا میں بھی استقامت کا بے مثل مظاہرہ دکھائی دیتا ہے۔ مشہور روایت ہے جسے ہم سنتے ہیں، آنسو بہاتے ہیں اور پھر اس کو اگلے سال کیلئے بچا کر رکھ لیتے ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سگے ماموں شمر ذوالجوش نے ان کے سامنے یہ شرط رکھی کہ تم حسین علیہ السلام کا ساتھ چھوڑ دو گے تو تمہیں یزیدی فوج کا اہم ترین عہدہ دیا جائے گا یا کسی علاقے کا حاکم بنا دیا جائے گا۔ انہوں نے سینہ تان کر فرمایا! اے شمر میں حسین علیہ السلام کے قدموں پر ہر چیز قربان کرنے آیا ہوں، تمہارے یہ لالچ میرے پائے استقامت میں لغزش پیدا نہیں کر سکتے۔ کیا یہ واقعہ فراموش ہو سکتا ہے کہ جب آخر میں شہزادہ گلگوں قبا خود میدان کارزار میں نکلے تو اہل یزید کی طرف سے آوازیں بلند ہوئیں کہ بیت یزید کر لو گے تو آپ کو آپ کی پسند کا عہدہ مل جائے گا، خوشحالی کی زندگی بسر کرو گے۔ آپ نے فرمایا' بیت کرنی ہوتی تو بیٹے، بھانجے اور بھتیجے کیوں شہید کرواتا، ان کی لاشیں اٹھا کر آیا ہوں تو فقط راہ ہدایت کی عزت و ناموس کو بچانے کے لئے، میری ایک ہی آرزو ہے کہ میری ہر چیز قربان ہو جائے مگر دین مصطفےٰ دنیا میں قائم اور دائم رہے۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن　　　نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو　　　عجب چیز ہے لذت آشنائی

اے کربلا کے درد میں شب و روز گزارنے والو! آج ہمارے معاشرے میں ایمان کے سودے ہو رہے ہیں، کوئی امریکہ کا آلہ کار ہے اور کوئی انڈیا اور اسرائیل کی دولت کے سامنے ڈھیر ہو چکا ہے۔ اندھیروں کے پجاری ہماری متاع دین و دانش کو لوٹ رہے ہیں، بیرونی ملکوں کے ویزوں، گرین کارڈوں اور قومیتوں پر ملک و قوم کا وقار قربان کیا جا رہا ہے۔ آؤ، کربلا کے اس پیغام پر بھی عمل کرتے ہوئے دنیا کے ہر قسم کے لالچ کو ٹھکرانے کے لئے تیار ہو جائیں۔ یاد رکھیں ایمان کائنات کی سب سے بڑی دولت ہے، اسے بچانے کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے کربلا والوں کی استقامت کا راستہ۔ اگر تو کوئی اس پر چل رہا ہے تو خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور نہیں چل رہا تو فکر کرے کہ آخر اس نے کس قسم کی محبت کو اپنایا ہے جو صرف ان کا نام لینے تک محدود ہے۔ ان کے اسوہ کاملہ پر عمل کرنے کے لئے نہیں۔

(۴) نماز: کربلا کا پیغام چہارم ہے نماز۔ قرآن پاک نے بار بار نماز پر زور دیا ہے۔ یہ عظیم الشان عمل ہے، مومن کی معراج ہے، بہترین عبادت ہے، محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مبارک آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اس کی شرعی، سماجی اور اعتقادی حیثیتوں سے کون انکار کر سکتا ہے۔ آل اطہار نے کرب و بلا کے میدان میں اتنی مشقتوں کے باوجود بھی نماز ترک نہیں کی۔ خود حضرت امام عالی مقام علیہ السلام سب رفقائے شہادت کے بعد برسر پیکار ہوئے تو ذوالفقار حیدری کے لازوال جوہر دکھائے، ہزاروں یزیدی گرگسوں پر اس انداز سے جھپٹے کہ زمانہ پکار اٹھا، ارے یہ حسین ہے یا پھر مزار سے حیدر کرار باہر آ گئے ہیں۔ سارا جسم زخموں سے چور ہے، کوئی جگہ نہیں جہاں کسی تلوار، کسی تیر، کسی خنجر، کسی بھالے، کسی برچھی یا کسی پتھر کا نشان نہ ہو۔ اللہ اللہ کتنی مردانگی ہے، لبوں پر لاہوتی مسکراہٹ ہے، زبان پر صبر کے پہرے ہیں، آخر داد شجاعت دیتے ہوئے، بڑے بڑے شہ زوروں کو نیچا دکھاتے ہوئے، تقدیر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔ آواز آ رہی

تھی، اے نفس مطمئنہ، اپنے رب کی طرف لوٹ آ، اس حال میں کہ وہ تم سے راضی اور تم اس سے راضی، میرے بندوں کی صف میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔ حضرت امام برحق نے آواز تقدیر پر لبیک کہا اور ان للہ پڑھ کر تلوار روک دی، گھیرے تنگ ہو گئے، حملے تیز ہو گئے، ہزاروں تیروں، نیزوں اور برچھیوں کی منزل ہے صرف سبط رسول کا وجود مبارک۔

لباس ہے پھٹا ہوا، غبار سے اٹا ہوا

تمام جسم نازنیں چھدا ہوا کٹا ہوا

یہ کون ذی وقار ہے، بلا کا شہسوار ہے

ہزاروں کوفیوں کے سامنے جو ہے ڈٹا ہوا

یہ بالیقین حسین ہے نبی کا نور عین ہے

نور دیدۂ بتول، جگر گوشہ رسول، پاسدار دین اصول اپنی زندگی کی آخری سانسیں لینے لگا، چکرا کر عرش زین سے عرش زمین کی طرف چلا، گرم ریت پر گرا اور اپنا زخمی سرانور بارگاہ خداوندی میں جھکا دیا۔ یہ حسین علیہ السلام کی آخری نماز تھی، جو بتا گئی کہ مومن کو اس حال میں بھی نماز معاف نہیں۔ آج ہمارے ہاں ایک نعش پڑی ہو تو ہم نماز چھوڑ دیتے ہیں۔ ادھر کربلا کا تاجدار بہتر جگر پاروں کی کٹی ہوئی لاشیں اٹھا کر بھی زندگی کی آخری نماز ادا کر رہا ہے اور بتا رہا ہے کہ حسین کربلا میں اقتدار کی خاطر نہیں، دین پروردگار کی خاطر آیا ہے۔ آپ سجدے کی حلات میں پڑے تھے اور سرانور تن سے جدا ہو رہا تھا

مقام فکر ہے پیائش زمان ومکاں

مقام ذکر ہے سبحان ربی الاعلیٰ

پھر شہادت عظمیٰ کے بعد کیا ہوا، یزیدیوں نے ڈھول بجائے، شرابیں پیں، ناچ گانے سے دل لبھائے۔ آل اطہار کے غمگین خیموں سے قرآن پاک کی تلاوت کی صدا گونج رہی تھی، ہلکی ہلکی سسکیوں سے شکر خدا کے چشمے ابل رہے تھے، نمازیں پڑھی جا رہی تھیں اور ایک دوسرے کو دلاسے دیئے جا رہے تھے۔ خود امام پاک نے سجدے میں سرانور کٹایا تو حیات ابدی سے سرفراز ہوئے، لبوں پر قرآن کی تلاوت جاری تھی، لوگ سمجھتے تھے کہ تیروں، تلواروں اور نیزوں سے چھلنی ہونے والا شہید کیسے زندہ ہو سکتا ہے۔ امام پاک نے نیزے پر قرآن سنا کر بتا دیا کہ ایسے زندہ ہو سکتا ہے۔ حسین دلیل قرآن ہے، ناطق قرآن ہے، حسین زندہ ہے، حسین زندہ ہے۔

نہ کعبہ میں نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سائے میں

نماز عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں

☆☆☆☆

صحابہ واہل بیت کی محبت

ایمان کی جان اور حق کی پہچان ہے

(جناب حامد سعید قادری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَدِّبُوا اَولَادَکُم ثَلاثَ خِصالٍ حُبِّ نبیکم وحُبِّ اهلِ بَیْتِه وقِراءَةَ القرآن اپنی اولاد کو تین چیزیں سکھاؤ: اپنی نبی کی محبت آپ ﷺ کے اہل بیت کی محبت اور قرآن خوانی۔ (جامع صغیر)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ کی محبت رکھتا ہے وہ قرآن کی محبت رکھتا ہے اور جو قرآن کی محبت رکھتا ہے وہ میری محبت رکھتا ہے اور جو میری محبت رکھتا ہے وہ میرے اصحاب اور قرابت داروں کی محبت رکھتا ہے۔ (دیلمی)

اہل بیت سے محبت نبی سے محبت ہے: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ سے محبت کرو کیونکہ وہ تمہیں اپنی نعمت سے روزی دیتا ہے اور اللہ کی محبت کے لئے مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کے لئے میرے اہل بیت سے محبت کرو۔

(ترمذی 3789 مشکوۃ کتاب المناقب باب مناقب اہل بیت حدیث 6182)

یعنی اللہ کی محبت حاصل کرنے کے لئے مجھ سے محبت کرو کیونکہ میں اللہ کا محبوب ہوں محبوب کا محبوب خود اپنا محبوب ہوتا ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے ﴿فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللهُ﴾ (سورۃ آل عمران آیت ۳۱)

یعنی میری محبت حاصل کرنے کے لئے میرے گھر والوں اولاد پاک ازواج مطہرات سے محبت کرو کیونکہ وہ میرے محبوب ہیں خلاصہ یہ ہے کہ ان محبتوں میں ترتیب یہ ہے کہ اہل بیت کی محبت زینہ ہے حضور ﷺ کی محبت کا اور حضور ﷺ کی محبت ذریعہ ہے رب کی محبت کا (از مرقات)

مفتی احمد یار خاں رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ محبت اہل بیت اس لئے چاہیے کہ وہ محبت رسول کا ذریعہ ہے اس لئے نہیں کہ وہ بغض صحابہ کا ذریعہ بنے جیسا کہ آج کل کے مدعیان اہل بیت کا طریقہ ہے کہ ان کے نزدیک محبت اہل بیت تبرا صحابہ سے مکمل ہوتی ہے یہ لوگ محبت اہل بیت کو بہانہ بناتے ہیں صحابہ کرام کو گالیاں دیتے ہیں۔

صحابہ کرام سے محبت نبی سے محبت ہے: حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِی اَصْحَابِی لَاتَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِی۔۔۔۔۔۔ الخ

میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو میرے بعد انہیں (تنقید کا) نشانہ نہ بناؤ کیونکہ جس

نے ان سے محبت کی تو میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا تو جس نے انہیں ستایا اس نے مجھے ستایا اور جس نے مجھے ستایا اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ اسے (عذاب میں) گرفتار کر لے گا۔ (ترمذی 3862 مشکوۃ کتاب المناقب باب مناقب صحابہ 6014)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اُذَكِّرُكُمُ اللهَ فی اهلِ بَیتی اُذَكِّرُكُمُ اللهَ فی اهلِ بَیتی

میں تم کو اہل بیت کے بارے میں اللہ سے ڈراتا ہوں، میں تم کو اہل بیت کے بارے میں اللہ سے ڈراتا ہوں۔ (مسلم مشکوۃ کتاب المناقب)

اہلبیت سے بغض رکھنے والا منافق ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اہل بیت سے بغض رکھے وہ منافق ہے۔ (مسند احمد بن حنبل)

صحابہ سے بغض رکھنے والا منافق ہے: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آيَةُ الإِيــمـــان حُبُّ الأنصارِ وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الأنصَارِ. ایمان کی نشانی انصار سے محبت ہے اور منافقت کی نشانی انصار سے بغض ہے۔

(بخاری حدیث :۳۷۸۴ کتاب المناقب باب حب الانصار) مسلم حدیث:۷۴ کتاب الایمان مشکوۃ حدیث:۶۲۱۵ کتاب المناقب باب جامع المناقب)

ابو بکر و عمر سے محبت رکھنا ایمان ہے: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حُبُّ ابی بكر وعمر ايمانٌ وبغضهما كفرٌ ابو بکر و عمر سے محبت رکھنا ایمان ہے اور ان سے بغض رکھنا کفر ہے۔ (جامع صغیر، تاریخ الخلفاء ص۱۱۵- ابن عساکر اور شیعوں کی معتبر کتاب رجال کشی ص۳۳۸)

مومن کی نشانی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرماتے ہیں: خَیْرُ النَّاسِ بعد رسولِ الله ﷺ ابو بكر وعمر لایَجْتَمِعُ حُبِّی وبُغْضُ ابی بكر وعمرَ فی قَلْبِ مُؤْمِنٍ رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے ابو بکر و عمر بہتر ہیں کسی مومن کے دل میں میری محبت اور ابو بکر و عمر کا بغض جمع نہیں ہو سکتے۔ (طبرانی ،تاریخ الخلفاء مترجم ص۱۲۲)

شیعہ اپنے آپ کو مومن کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بتا دیا کہ مومن کون ہے جس کے دل میں میری محبت کے ساتھ ابو بکر و عمر کی محبت بھی ہو ورنہ وہ مومن نہیں جہاں میری محبت ہوگی وہاں ان دونوں کا بغض نہیں ہو سکتا جہاں ان دونوں کا بغض ہے وہاں میری محبت نہیں ہو سکتی اور جہاں میری محبت نہیں وہاں ایمان نہیں وہ لاکھ میری محبت کا دعوی کرے منافق ہے اور صرف ان کی محبت ہی کافی نہیں بلکہ ابو بکر و عمر کو رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے بہتر سمجھنا بھی ضروری ہے۔ اب بتاؤ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کو تسلیم نہ کرے وہ آپ کا محب ہو سکتا ہے ہرگز نہیں وہ اہل بیت کا دشمن تو ہو سکتا ہے محب نہیں ہو سکتا ہے۔ اور جو رسول اللہ ﷺ کے بعد ابو بکر کو افضل نہ مانے وہ بھی حضرت علی کا محب نہیں ہو سکتا، معلوم ہے

کہ اہل بیت کے سچے محب اہل سنت ہیں۔

اہل بیت کے محب صرف سنی ہیں: شیعہ مجتہد شیخ صدوق نے جامع الاخبار میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان نقل کیا ہے

مَنْ مَاتَ عَلَى حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ عَلَى السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ،

جو اہل بیت کی محبت میں مرا وہ اہل سنت والجماعت کے عقیدہ پر مرا ہے۔

(جامع الاخبار مصنفہ شیخ صدوق ص:۱۸۹ الفصل الحادی والثلاثون والمائۃ فی الموت مطبوعہ نجف اشرف)

اہل سنت و جماعت ناجی جماعت ہے:

وَلَيْسَ عَلَى مَنْ مَاتَ عَلَى السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ عَذَابُ الْقَبْرِ وَلا شِدَّةُ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۔

جو اہل سنت والجماعت کے عقیدہ پر مرا اسے نہ عذاب قبر ہوگا اور نہ قیامت کی پریشانی۔

(جامع الاخبار از شیخ صدوق ص ۸۷ الفصل السادس والثلاثون فی صلاۃ الجمعۃ مطبوعہ نجف اشرف۔)

شیعہ حضرات کی نقل کردہ دونوں حدیثوں سے ثابت ہوگیا کہ اہل بیت کی محبت میں مرنا اسی کو نصیب ہوتا ہے جو اہل سنت و جماعت ہو اور اہل سنت کو عذاب قبر ہوگا اور نہ قیامت کی پریشانی۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کا تقاضا ہے کہ سنی بن جائیں کیونکہ آپ کا مسلک اہل سنت تھا۔

جیسا کہ آپ نے فرمایا: وَاَمَّا اَهْلُ السُّنَّةِ فَالْمُتَمَسِّكُوْنَ بِمَا سَنَّهُ اللهُ لَهُمْ وَرَسُوْلُهُ

اہل سنت تو وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کے ان طریقوں کو مضبوطی سے تھامنے والے ہیں جو ان کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔

(احتجاج طبرسی مصنف احمد بن ابی طالب شیعہ جلد اول ص ۲۴۶ مطبوعہ قم طبع جدید و طبع قدیم ص ۹۰ مطبوعہ نجف اشرف)

اور اس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شیعوں کے امام نہیں بلکہ سنیوں کے امام ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

(مَنْ لَمْ يَقُلْ اِنِّى رَابِعُ الْخُلَفَاءِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ الله)

جو مجھے چوتھا خلیفہ نہ کہے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ (مناقب ابی طالب ج ۳ ص ۶۳)

کتاب شیعوں کی فرمان حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اب جو نہ مانے وہ اہل بیت کا محب نہیں بلکہ منکر اور ملعون ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرماتے ہیں:

یعنی میں جسے پاؤں گا کہ وہ مجھے ابوبکر و عمر سے افضل کہتا ہے تو اسے الزام تراشی کی سزا کے طور پر اسی کوڑے ماروں گا۔

(فضائل الصحابہ امام احمد حدیث 49-387 الاستیعاب ص ۴۳۴ - ابن عساکر ج ۳۰ ص ۳۸۳ الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۸۸)

یہ حدیث صحیح ہے امام ذہبی نے اسے متواتر کہا ہے۔ معلوم ہوا کہ جو لوگ مولا علی کو شیخین پر فضیلت دیتے ہیں آپ ان سے بے زار ہیں اور

وہ اس قابل ہیں کہ ان کو کوڑے مارے جائیں۔

محدث عبدالرزاق کو مولا علی سے بڑی محبت تھی لیکن چونکہ خود مولا علی نے ابوبکر و عمر کو اپنے سے افضل قرار دیا ہے لہذا وہ فرماتے ہیں

کَفَا بِی وِزْرًا اَنْ اُحِبَّہٗ ثُمَّ اُخَالِفَہٗ میری اس سے بڑھ کر بدبختی کیا ہوگی کہ مولا علی کی محبت کا دعوی بھی کروں اور علی کا کہنا بھی نہ مانوں۔(صواعق محرقہ ص۶۲)

اہل بیت سے پیار کرنے والا اللہ کا محبوب بن جاتا ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿حسینٌ مِنّی وانا مِنْ حُسینٍ اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا﴾

حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں اللہ اس کو محبوب بنالیتا ہے جو حسین سے پیار کرے۔

(ترمذی ۳۷۷۵ مشکوۃ حدیث ۶۱۶۹)

کمال قرب ظاہر کرنے کے لئے کہ مجھ میں اور حسین میں کوئی فاصلہ نہیں ہمارے دونوں کے تعلق میں واسطہ کوئی نہیں ہے ان کی محبت میری محبت ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ العباسُ مِنّی وانا مِنْہُ﴾

عباس مجھ سے ہیں اور میں عباس سے ہوں۔

(ترمذی 3759 مشکوۃ کتاب المناقب باب مناقب اہل بیت حدیث 6157)

یعنی عباس مجھ سے قریب میں عباس سے قریب ان سے محبت مجھ سے محبت ہے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ اِنَّ عَلِیًّا مِنّی وانا مِنْہُ وھو وَلِیُّ کُلِّ مُومِنٍ ﴾

علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں اور وہ ہر مومن کے ولی ہیں۔

(ترمذی 3712 مشکوۃ کتاب المناقب باب مناقب علی حدیث 6090)

یعنی اہل بیت سے محبت نبی کریم ﷺ سے محبت ہے

ابوبکر سے محبت نبی سے محبت ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ابوبکر مِنّی وانا مِنْہ وابوبکرٍ اَخِی فی الدنیا والاخرۃ

ابوبکر مجھ سے ہیں اور میں ابوبکر سے ہوں اور ابوبکر دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہیں۔ (جامع صغیر امام سیوطی)

جس طرح اہل بیت کی محبت واجب ہے اسی طرح ابو بکر کی محبت بھی واجب ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حُبُّ ابی بکرٍ و شُکرُہُ واجِبٌ عَلٰی کُلِّ اُمَّتِی

حضرت ابو بکر کا شکر ادا کرنا اور ان سے محبت رکھنا میرے ہر امتی پر واجب ہے۔(ابن عساکر، تاریخ الخلفاء ص۱۲۱)

حضرت عمر سے محبت نبی سے محبت ہے

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿مَنْ اَحَبَّ عُمَرَ فَقَدْ اَحَبَّنِی وَمَنْ اَبْغَضَ عُمَرَ فَقَدْ اَبْغَضَنِی﴾

یعنی جس نے عمر سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا

(المعجم الاوسط 6726 مجمع الزوائد حدیث 14439)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک رات کسی کام سے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس طرح باہر تشریف لائے کہ آپ کسی چیز کو گود میں لئے تھے مجھے خبر نہ تھی کہ وہ کیا ہے جب میں اپنی ضرورت سے فارغ ہوا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیا ہے جو آپ گود میں لئے ہوئے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے اسے کھولا تو حسن وحسین آپ کی رانوں پر تھے فرمایا: ﴿ھٰذَانِ ابْنَایَ وَابْنَا ابْنَتِی اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُحِبُّھُمَا فَاَحِبَّھُمَا وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّھُمَا﴾ یہ میرے دونوں بیٹے میری بیٹی کے بیٹے ہیں الٰہی میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر اور جو ان سے محبت کرے اسے بھی تو اپنا محبوب بنالے۔(ترمذی 3769، مشکوۃ حدیث:۶۲۱۶ کتاب المناقب باب اہل بیت 6165)

اس دعا کا مقصد حضرت اسامہ بلکہ پوری امت کو سنانا تھا کہ ان دونوں سے پیار کرنا ان کی محبت اللہ کی محبوبیت کا ذریعہ ہے۔اسی طرح صحابہ کی محبت بھی اللہ کی محبوبیت کا ذریعہ ہے۔

صحابہ سے محبت کرنے والا اللہ کا محبوب بن جاتا ہے: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اَلْاَنْصَارُ لَا یُحِبُّھُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا یُبْغِضُھُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ فَمَنْ اَحَبَّھُمْ اَحَبَّہُ اللّٰہُ وَمَنْ اَبْغَضَھُمْ اَبْغَضَہُ اللّٰہُ۔

انصار سے صرف مؤمن ہی محبت رکھتا ہے اور ان سے صرف منافق ہی بغض رکھتا ہے جو ان سے محبت کرے گا اللہ اس سے محبت کرے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا اللہ اس سے بغض رکھے گا۔(بخاری حدیث :۳۷۸۳ کتاب المناقب باب حب الانصار، مسلم حدیث:۷۵ کتاب الایمان مشکوۃ حدیث: ۶۲۱۶ کتاب المناقب باب جامع المناقب)

پتہ چلا کہ صرف نام رکھنے سے آدمی مومن نہیں بن جاتا ہے صحابہ واہل بیت سے پیار رکھنے والا مومن ہے اور ان سے بغض رکھنے والا منافق ہے اور منافق جہنمی ہے۔

اہل بیت سے محبت رکھنے والا رسول اللہ کے ساتھ ہوگا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرماتے ہیں:

نبی کریم ﷺ نے حضرت امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا:

مَنْ اَحَبَّنِی وَاَحَبَّ هٰذَیْنِ وابَاهُمَا واُمَّهُما کان مَعِیَ فی دَرَجَتِی یومَ القیامةِ ۔

جس نے مجھ سے اور ان دونوں سے محبت کی اور ان کے ماں باپ سے محبت کی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔

(مسند احمد حدیث 577 ج 1 ص 125 (عربی)

صحابہ کرام سے محبت رکھنے والا رسول اللہ کے ساتھ ہوگا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿مَنْ اَحَبَّ اَصْحابِی وازْوَاجِی واهلَ بیتی ولَمْ یَطْعَنْ فی اَحَدٍ مِنْهُمْ وخَرَجَ مِنَ الدُنیا عَلٰی مَحَبَّتِهِمْ کان مَعِیَ فی دَرَجَتِی یومَ القیامةِ﴾

جس نے میرے صحابہ، میری ازواج اور میرے اہل بیت سے پیار کیا اور اس نے ان میں سے کسی پر زبانِ طعن دراز نہ کی اور ان سب کی محبت پر ہی اس کو موت آ گئی تو وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔ (ریاض النضرة ج ۱ ص ۱۹۲)

امام حسن و حسین سے پیار رکھنے والے کے لئے جنت کے باغ ہیں:

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے حسن و حسین سے پیار کیا میں نے اسے اپنا محبوب بنالیا جسے میں نے اپنا محبوب بنالیا اسے اللہ نے اپنا محبوب بنالیا اور جسے اللہ نے اپنا محبوب بنالیا اسے جنت نعیم میں داخل فرمائے گا، اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا میں نے ان سے بغض رکھا اور جن سے میں نے بغض رکھا ان سے اللہ بھی بغض رکھے گا اور جس سے اللہ نے بغض رکھا تو وہ اس کو جہنم میں داخل کرے گا اور ان کے لئے قائم رہنے والا عذاب ہے۔ (طبرانی مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۸۱)

جس نے صحابہ کرام کو دیکھ لیا وہ بھی جنتی ہو گیا: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس مسلمان کو آگ نہ چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔ (ترمذی 3858 مشکوۃ کتاب المناقب باب مناقب الصحابہ حدیث 6013)

یعنی حضور ﷺ کو دیکھنے والی آنکھ کی زیارت بھی بہشتی ہونے کا ذریعہ ہے۔

حسب و نسب میں سب سے اعلیٰ کون

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نمازِ عصر پڑھا رہے تھے جب چوتھی رکعت میں تھے تو حضرت امام حسن و حسین آ گئے اور وہ دونوں نبی پاک ﷺ کی پشت پر سوار ہو گئے جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو انہیں اپنے سامنے کیا اور امام حسن کو دائیں

کندھے اور امام حسین کو بائیں کندھے پر سوار کرلیا پھر ارشاد فرمایا: اے لوگو! کیا میں تمہیں خبر نہ دوں کہ تم میں سے نانا اور نانی کے لحاظ سے بہتر کون ہے ؟اور ماں باپ کے لحاظ سے بہتر کون ہے؟ چاچا اور پھوپھی کے لحاظ سے بہتر کون ہے؟ ماموں اور خالہ کے لحاظ سے بہتر کون ہے؟ پھر فرمایا: حضرت امام حسن وحسین کا نانا رسول اللہ ﷺ ہے ان کی نانی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہے۔ ان کا باپ علی المرتضیٰ ہے ان کی والدہ حضرت فاطمہ الزہرہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ہے ان کا چاچا حضرت جعفر بن ابی طالب ہیں ان کی پھوپھی حضرت ام ہانی ہیں، اور ان کے ماموں حضرت قاسم رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ہیں، ان کی خالائیں حضرت زینب، رقیہ اور ام کلثوم رسول اللہ ﷺ کی بیٹیاں ہیں رضی اللہ عنہم۔ ان کا نانا جنتی ہے، ان کی نانی جنتی ہے، ان کا باپ جنتی ہے، ان کی ماں جنتی ہے، ان کا چاچا جنتی ہے، ان کی پھوپھی جنتی ہے، ان کا ماموں جنتی ہے، ان کی خالائیں جنتی ہیں، اور وہ دونوں جنتی ہیں اور جوان دونوں سے پیار کرے وہ بھی جنتی ہے۔ (طبرانی فی الکبیر والاوسط، مجمع الزوائد ج۹ ص۱۸۴)

باغ جنت کے ہیں بہر مدح خوانِ اہل بیت
تم کو مژدہ نار کا دشمنانِ اہل بیت
ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیہء تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہل بیت
ان کے گھر میں بے اجازت جبریل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدرو شانِ اہل بیت
اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لعنۃ اللہ علیہم دشمنانِ اہل بیت
بے ادب اور گستاخ فرقے کو سنادے اے حسن
یوں کہا کرتے ہیں سنی داستانِ اہل بیت

حضرت امام حسن وحسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ مجھے اجازت دو کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جاؤں آپ کے ساتھ مغرب پڑھوں اور آپ سے عرض کروں کہ میرے اور تمہارے لئے دعائے مغفرت کریں تو میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کے ساتھ مغرب پڑھی حتیٰ کہ عشاء پڑھی پھر حضور ﷺ واپس ہوئے تو میں آپ کے پیچھے ہولیا تو آپ ﷺ نے میری آواز سنی اور فرمایا: یہ کون ہے؟ کیا حذیفہ ہے؟ میں نے کہا ہاں، فرمایا: تمہاری کیا حاجت ہے؟ اللہ تمہیں اور تمہاری ماں کو بخشے، یہ ایک فرشتہ ہے جو اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں آیا اس نے اپنے رب سے اجازت مانگی کہ مجھے سلام کرے ﴿وَيُبَشِّرُنِي بِاَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ﴾ اور مجھے بشارت دے کہ بیشک حضرت فاطمہ جنتی لوگوں کی عورتوں کی سردار ہیں

﴿ وانّ الحَسَنَ والحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّۃِ﴾اور بے شک حسن اور حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔

(ترمذی 3781 ،مشکوۃ حدیث: 6171 کتاب المناقب باب اہل بیت)

قربان علم مصطفیٰ پر کہ آپ ﷺ نے نور نبوت سے حضرت حذیفہ کو بھی جان لیا اور ان کے دل کی حاجت بھی معلوم کر لی کہ یہ کیوں آ رہے ہیں بھلا جس پر پتھر کے دل کی بات ظاہر ہو اس پر انسانوں کے دل کے حالات کیسے پوشیدہ رہ سکتے ہیں وہاں عرض کرنے کی ضرورت ہی نہیں اور اس سے یہ بھی پتہ چلا نبی پاک ﷺ یا آپ کے روضہ کی نیت سے سفر کرنا جائز ہے اور حضرت امام حسن و حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ یعنی جو لوگ جوانی میں وفات پا گئے اور تھے جنتی۔

جنتی نوجوانوں اور بوڑھوں کے سردار ابوبکر اور عمر ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر وعمر سَيِّدَا كُهُولِ اَهْلِ الْجَنَّۃِ مِنَ الاوّلِيينَ وَالاخِرِينَ الاّ النبيينَ والمرسلينَ لا تُخْبِرْ هُمَا ياعَلِيُّ مادَامَ حَيِّيْنِ﴾ ابوبکر اور عمر اگلے پچھلے جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں سوائے نبیوں اور رسولوں کے اے علی جب تک یہ زندہ ہیں انہیں مت بتانا۔ (ابن ماجہ 95 ،ترمذی 3665 ،مشکوۃ کتاب المناقب باب مناقب ابی بکر و عمر حدیث 6059)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر تھا اوپر سے ابوبکر اور عمر آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ياعَلِيُّ هذان سَيِّدَا كُهُولِ اَهْلِ الْجَنَّۃِ وشَبَابِها بَعدَ النبيينَ والمرسلينَ

اے علی یہ دونوں جنتی بوڑھوں اور نوجوانوں کے سردار ہیں نبیوں اور رسولوں کے بعد۔ (مسند احمد ج ا ص ۱۰۰ حدیث ۶۰۲)

شیعہ صرف صرف اہل بیت والی حدیث کو مانتے ہیں ابوبکر و عمر والی حدیث کے منکر ہیں اور خارجی صرف ابوبکر و عمر والی حدیث کو مانتے ہیں اہل بیت کی شان کے منکر ہیں لیکن ہم اہل سنت دونوں کو مانتے ہیں۔

پل سے اتارو راہ گذر کو خبر نہ ہو
جبریل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو
فرماتے ہیں یہ دونوں ہیں سردار دو جہاں
اے مرتضیٰ عتیق و عمر کو خبر نہ ہو

سفینہ نوح: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا:

﴿ اَلاَ اِنَّ مَثَلَ اَهْلِ بِيتِى فِيكُمْ مَثَلُ سَفِينَۃِ نُوحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجا ومَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ﴾

سنو! تم میں میرے اہل بیت کی مثال جناب نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے۔ جو اس میں سوار ہو گیا نجات پا گیا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا ہلاک ہو گیا۔ (احمد، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۶۸) مشکوۃ کتاب المناقب باب مناقب اہل بیت حدیث 6183)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ اَصْحابِی کَالنُّجُومِ فَبِاَیِّھِمُ اقْتَدَیْتُمُ اھْتَدَیْتُمْ ﴾ میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں تو تم ان میں سے جس کی پیروی کروگے ہدایت پاؤ گے۔(رزین مشکوۃ کتاب المناقب باب مناقب الصحابہ حدیث 6018)

مفتی احمد یار خاں نعیمی فرماتے ہیں: سبحان اللہ کیسی نفیس تشبیہ ہے۔حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کو ہدایت کے تارے فرمایا: اور اپنے اہل بیت کو کشتی نوح فرمایا سمندر کا مسافر کشتی کا بھی حاجتمند ہوتا ہے اور تاروں کی رہبری کا بھی کہ جہاز ستاروں کی رہنمائی پر ہی سمندر میں چلتے ہیں۔اسی طرح امت مسلمہ اپنی ایمانی زندگی میں اہل بیت اطہار کے بھی محتاج ہے اور صحابہ کرام کے بھی حاجت مندامت کے لئے صحابہ کی اقتداء میں ہی اہتدا یعنی ہدایت ہے۔خوارج کے پاس کشتی نہیں روافض کی نظر ان تاروں پر نہیں یہ دونوں سمندر سے پار نہیں لگ سکتے یہی وجہ ہے کہ نہ کوئی ولی خارجیوں میں ہوا اور نہ رافضیوں میں، یہ شرف وکمال صرف اہل سنت کا ہی حصہ ہے۔ کیونکہ اہل سنت اہل بیت نبوت کی کشتی محبت میں سوار ہو کر اور ستارہ ہائے محبت اصحاب نبوت سے روشنی حاصل کرتے ہوئے منزل مقصود کو پار ہے ہیں۔

اہل سنت کا بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی ﷺ

تمام دلائل پر بیک وقت نظر رکھنا ضروری ہے: شیخ الحدیث والتفسیر علامہ غلام رسول قاسمی قادری نقشبندی لکھتے ہیں:

وہابیہ کا طریقہ یہ ہے کہ حدیث ﴿ تَرَکْتُ فِیکُم اَمْرَینِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا کتابَ الله وسُنَّةَ نَبِیّهِ ﴾ کو پکڑ رکھا ہے یعنی میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک تم انہیں مضبوط تھامے رہو گے گمراہ نہ ہو گے اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت۔(موطا امام مالک کتاب القدر، مشکوۃ کتاب الایمان حدیث 186) اور روافض نے ﴿ واما تارکٌ فیکم الثَّقَلَینِ کتاب الله ...... واهل بیتی ﴾ کو پکڑ رکھا ہے یعنی میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری عترت۔(مسلم حدیث 2408 مشکوۃ کتاب المناقب حدیث 6140)

جبکہ اہل سنت پوری صورت حال پر نظر رکھتے ہیں دونوں حدیثوں کو مانتے ہیں بلکہ ان کے ساتھ دو چار احادیث اور ملاتے ہیں جن کو شیعہ چھوڑ جاتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿ فَاِنَّهُ مَنْ یَعِشْ مِنْکُمْ بَعْدِیْ فَسَیَرَی اخْتِلافًا کَثِیْرًا فَعَلَیْکُم بِسُنَّتِی وسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ ﴾ یعنی جو میرے بعد زندہ رہے گا تو وہ بہت اختلاف دیکھے گا لہذا تم پر لازم ہے کہ میری سنت پر چلو اور میرے ہدایت یافتہ خلفاءِ راشدین کی سنت پر چلو۔ (ابوداود حدیث 4607 مشکوۃ کتاب الایمان حدیث 165)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ اِقْتَدُوا بِالَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِی ابی بکر وعمر ﴾ میرے بعد آنے والے دو خلیفوں ابوبکر اور عمر کی پیروی کرنا۔

(ترمذی 3662 مشکوۃ کتاب المناقب حدیث 6061)

اورطبرانی کے الفاظ یہ ہیں ﴿اِقْتَدُوا بِالَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِی ابی بکر وعمر فَاِنَّهُمَا حَبْلُ اللهِ الْمَمْدُوْدُ مَنْ تَمَسَّكَ بِهِمَا فَقَدْ تَمَسَّكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَهَا﴾ میرے بعد (آنے والے دوخلیفوں) ابوبکر اور عمر کی پیروی کرنا بیشک یہ دونوں اللہ کی طویل رسی ہیں جس نے اسے پکڑلیا اس نے مضبوط رسی کو پکڑا جو کبھی نہیں ٹوٹ سکتی۔ یہ حدیث کئی سندوں کے ساتھ روایت کی گئی ہے (صواعق محرقہ ص ۷۷)

معلوم ہوا کہ اہل بیت یا خلفاء راشدین دونوں میں سے کسی کو چھوڑنے والا ہدایت یافتہ نہیں ہوسکتا۔ بیک وقت دونوں سے محبت اور دونوں کی اتباع ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿کِتَابُ اللهِ هُوَحَبْلُ اللهِ مَنِ اتَّبَعَهُ کَانَ عَلَی الْهُدٰی وَمَنْ تَرَکَهُ کَانَ عَلٰی ضَـــلَالَۃٍ﴾ اللہ کی کتاب اللہ کی رسی ہے جس نے اس کی پیروی کی وہ ہدایت پر ہے اور جس نے اسے چھوڑ دیا وہ گمراہ ہوگیا۔ (مسلم حدیث 2408 مشکوۃ کتاب المناقب باب مناقب اہل بیت حدیث 6140)

قرآن کو بھی حبل اللہ کہا گیا اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو بھی تو نتیجہ کیا نکلا کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کبھی قرآن کی تعلیم سے جدا نہیں ہونگے اگر گمراہی سے بچنا چاہتے ہو تو ان کا دامن مضبوطی سے تھام لو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ اور انہیں ﴿الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ﴾ فرما کر بتادیا کہ وہ ہمیشہ قرآن کی پیروی کریں گے۔

اہل بیت سے محبت کی علامات کیا ہیں: ان کا ذکر کثرت سے کیا جائے۔ کیونکہ حدیث میں ہے: ﴿مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَهُ﴾ جس کو جس سے پیار ہوتا ہے وہ اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔ (جامع صغیر) ان کے فرمان پر عمل کیا جائے آپ کے دوستوں سے دوستی اور دشمنوں سے نفرت کی جائے۔

ان کے دشمن کا جو دشمن نہیں سچ کہتا ہوں
دعوی بے اصل ہے جھوٹی ہے محبت تیری

ہم اہل سنت، اہلِ بیت کے غلام ہیں جس کو اہل بیت کرام نے امام مانا ہم نے بھی مان لیا جسے انہوں نے نہیں مانا ہم نے بھی نہیں مانا جب تک حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ سے صلح نہیں کی ہم نے بھی ان کو حق پر نہیں سمجھا انہوں نے اجتہادی خطا کی جب آپ نے صلح کرلی ان کی بیعت کرلی تو ہم نے بھی ان کو خلیفہ برحق مان لیا جب دونوں شہزادوں نے امیر معاویہ پر تلوار نہیں اٹھائی تو ہم ان کی بے ادبی کیسے کرسکتے ہیں یزید پر تلوار اٹھائی ہے تو ہم بھی اس کے دشمن ہیں اگر امیر معاویہ بھی یزید کی طرح غلط ہوتے تو وہ ان سے جنگ کرتے اور ان کے عطیات وصول نہ کرتے۔

اہل بیت کرام نے خلفاء ثلاثہ کی خلافت کو تسلیم کیا ان کی بیعت کی ان کے پیچھے نمازیں ادا کیں اور ان سے رشتہ داری کی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے داماد ہیں حضرت امام حسن وحسین کے بہنوئی ہیں حضرت امام حسن وحسین کی سگی بہن ام کلثوم

کا نکاح حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا۔ (بخاری شریف کتاب الجہاد باب حمل النساء القرب) حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ حضرت علی حضرت عمر کی وفات کے بعد ام کلثوم کے پاس گئے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے آئے۔ شیعوں کی معتبر کتاب فروع کافی ج ۲ ص ۳۱۱ باب تزویج ام کلثوم ص ۱۴۱)

حضرت امام جعفر کو صادق کیوں کہا جاتا ہے اس لئے کہ ان کی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھرانے سے رشتہ داری تھی۔ حضرت امام جعفر صادق کی والدہ کا نام حضرت ام فردہ ہے اور ام فردہ حضرت قاسم کی بیٹی ہیں اور حضرت قاسم محمد کے بیٹے ہیں اور محمد حضرت ابوبکر کے بیٹے ہیں۔

اسی طرح حضرت امام جعفر صادق کی والدہ حضرت ام فردہ کی والدہ کا نام اسماء ہے یہ عبدالرحمٰن کی بیٹی ہیں اور عبدالرحمٰن حضرت ابوبکر کے بیٹے ہیں۔ تو رشتہ یہ بنا کہ حضرت امام جعفر صادق کا نانا حضرت ابوبکر صدیق کا پوتا حضرت قاسم ہے اور حضرت امام جعفر صادق کی نانی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پوتی حضرت اسماء ہے۔ معلوم ہوا کہ اہل بیت کرام کو خاندان حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بڑا پیار تھا اس لئے ان سے رشتہ داری کی۔

ہم تو اہل بیت کے غلام ہیں جن سے اہل بیت کو پیار ہے ہم بھی اس سے پیار کرتے ہیں یہ رشتہ کس نے کیا تھا بیمار کربلا حضرت امام زین العابدین نے کیا حضرت امام زین العابدین کون ہیں؟ شہید کربلا حضرت امام حسین کے بیٹے اور حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے پوتے ہیں جب ان کے بیٹے امام باقر جوان ہوئے تو رشتہ کی تلاش ہوئی تو سارے مدینہ میں ان کی نگاہ انتخاب خاندان ابوبکر پر پڑی اگر دشمنی ہوتی باغ فدک یا خلافت چھیننے کا کوئی مسئلہ ہوتا تو امام باقر ہرگز یہ رشتہ نہ کرتے آج بھی کوئی آدمی اپنے دشمنوں کے ہاں رشتہ کرنے کے لئے تیار نہیں تو کیا یہ لوگ امام باقر کو اپنے سے بھی کم سمجھتے ہیں ان کا تو یہ عقیدہ ہے کہ امام معصوم ہوتا ہے وہ غلطی نہیں کرتا تو پھر امام کے فیصلے کو تسلیم کیوں نہیں کرتے۔ اگر سچے محب ہو تو جن کو اہل بیت نے اپنا باپ مانا ہے تم بھی مان لو۔ امام جعفر صادق فرماتے ہیں: جس طرح میں حضرت علی سے شفاعت کی امید رکھتا ہوں ویسے ہی حضرت ابوبکر صدیق سے بھی شفاعت کی امید رکھتا ہوں میں حضرت ابوبکر صدیق کی دو طرح اولاد ہوں۔ (صواعق محرقہ) یعنی حضرت ابوبکر صدیق دو طرح میرے باپ یعنی نانا لگتے ہیں میری نانی کا سلسلہ نسب بھی حضرت ابوبکر صدیق تک پہنچتا ہے اور میرے نانے کا سلسلہ نسب بھی حضرت ابوبکر صدیق تک پہنچتا ہے۔ وہ ان کو باپ تسلیم کریں اور تو اہل بیت کے باپ کو گالیاں نکالے تیرا اہل بیت سے تعلق کیا ہے۔

حضرت امام باقر فرماتے ہیں: میں ابوبکر و عمر کے فضائل کا منکر نہیں ہوں لیکن ابوبکر عمر سے افضل ہیں۔ (احتجاج طبرسی ص ۲۰۴)

حضرت امام باقر فرماتے ہیں: ایک شخص میرے والد محترم امام زین العابدین کے پاس آیا اور بولا مجھے ابوبکر کے متعلق بتائیں آپ نے فرمایا ابوبکر صدیق کے متعلق تو اس نے کہا آپ بھی انہیں صدیق کہتے ہیں آپ نے فرمایا: تیری ماں تجھے روئے رسول کریم ﷺ اور تمام مہاجرین والانصار انہیں صدیق کہتے ہیں جو انہیں صدیق نہ کہے اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی بات کی تصدیق نہیں کرے گا یہاں سے چلا جا اور ان سے محبت رکھ۔ (صواعق محرقہ، منتہی الکلام ص ۲۸۳)

معلوم ہوا کہ اہل بیت کے اصل محب ہم ہیں جو ابوبکر صدیق سے پیار کرتے ہیں اور جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ اہل بیت کا نافرمان ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کو نہیں مانا اپنا سارا خاندان شہید کرا کے خود بھی جام شہادت نوش کر لیا تو ہم بھی یزید پر لعنت کرتے ہیں۔ اگر خلفاء ثلاثہ کی خلافت بھی یزید کی طرح ہوتی تو امام حسین کبھی ان کی بیعت نہ کرتے اور حضرت علی اپنے بیٹوں کے نام خلفاء ثلاثہ کے نام پر نہ رکھتے۔

نذرِ گدا بحضور آلِ خیر الوریٰ

علیه و علیهم التحیة الثناء

☆☆ حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ ☆☆

شانِ بتول (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

سیدہ خاتونِ جنت، نورِ ختم المرسلیں
جن کو فرماتے ہیں لختِ دل شہِ دنیا و دیں

پیکرِ رحمت، سراپا جود، تصویرِ حیا!
خازنِ عفت، فرازِ عرشِ تسلیم و رضا!

بوئے جنت جن سے آتی تھی رسولِ پاک کو
سب سے جو محبوب تر تھیں سیدِ لولاک کو

جن کے سجدوں پر حریمِ قدس کو بھی ناز ہے
قدسیوں کو جن کے در کی بندگی، اعزاز ہے

عرش جن کی تابشِ کردار کا حیران ہے
کیوں نہ ہو وہ سرورِ کون و مکاں کی جان ہے

عائشہ صدیقہ ام المومنین کو ہے یقیں
سید کونین سے ، ان سے مشابہ تر نہیں

جن سے پائی ہے کرامت چادرِ تطہیر نے
فاطمہ جن کو بنایا خالقِ تقدیر نے

حبذا شانِ طہارت، اوجِ نورِ اہتدا
جن کے دستِ پاک کو دیتے تھے بوسہ مصطفےٰ

تاجدارِ دوسرا کی دخترِ ذی احتشام
حوریں جن کی ہیں کنیزیں اور ہیں غلماں غلام

صورتِ حالات پوچھے راہ جن کے حال سے
مضطرب ہو جائے فطرت جن کے اضمحلال سے

وہ جمالِ عرش کی تنویر، جنت کی کلی
مادرِ حسنین و زینب، بانوئے مولا علی

جن کے بچوں کے لئے جھولا ہلائیں جبرئیل
آسیا قدسی چلائیں، واہ وشانِ جمیل

ہے سراپا خیر و برکت ، عترتِ خیر الوریٰ
ہیں علی خیر البریہ ، فاطمہ خیر النساء

طیبہ و طاہرہ وہ فاطمہ زہرا بتول
جن کے فرزندوں کو فرمایا نبی نے اپنے پھول

جن کا فیضِ تربیت صورتگرِ تقدیر ہے
شبر و شبیر میں روشن یہی تنویر ہے

ایثارِ اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم

ایک دن یہ دونوں صاحبزادگاں بیمار تھے
ان کی بیماری سے مضطر حیدرِ کرار تھے

اک صحابی سید کونین کے ان سے ملے — حضرت شیر خدا سے اس طرح کہنے لگے
ہو اگر بچوں کی بیماری سے ایسے خستہ حال — مانو کچھ منت بدرگاہِ کریمِ ذوالجلال
تین روزوں کے لئے مولا نے منت مان لی — ساتھ شامل ہو گئے منت میں اہل بیت بھی
قدرتِ باری تعالیٰ سے یہ فرزندانِ نور — ہو گئے جلدی ہی اس رنج و پریشانی سے دور
حضرت شیر خدا نے، زہرا و فضہ نے بھی — روزہ رکھا دونوں فرزندوں نے ان کے ساتھ ہی
کچھ نہ تھا گھر میں مگر افطار کے لئے — اک یہودی سے بالآخر قرض کچھ جو لے لئے
وقت مغرب یعنی آیا وقت جب افطار کا — کھانا پانچ افراد کے کنبے کا سب ،تیار تھا
اتنے میں دروازے پہ دی ایک سائل نے صدا — میں ہوں اک مسکین ، اے آلِ رسولِ مجتبیٰ
سخت گھبرایا ہوا ہوں تلخیٔ حالات سے — ہاں بچا لو اے بچانے والو ان آفات سے
بھوک کتنے ہی دنوں سے در پۓ آزار ہے — میرا کنبہ کشمکش سے موت کی دوچار ہے
اے کریمو! میرے کنبے کے بھی پانچ افراد ہیں — جو سراپا غم ، رہینِ جورو استبداد ہیں
واہ وا قربان اس ایثار اہل بیت کے — کھانا اس کو دے دیا، خود بھوکے سوئے رہے
صبح پھر پانی سے سحری کھا کے روزہ رکھ لیا — گزرنا تھا سو گزرا ، آیا وقت جب افطار کا
کھانا حاضر تھا کہ پھر دی کسی نے یہ صدا — المدد ثم المددمیں ہوں یتیم بے نوا!
گھر ہے یہ مشکل کشا کا ، اور میں مشکل میں ہوں — لے کے آیا ہوں یہاں فریاد با حال زبوں
اے شہنشاہ سخاوت، اے کریم ذوالعطا — بھوک سے مرنے کو ہے بس، کنبہ پانچ افراد کا
سن کے یہ فریاد سب کھانا گدا کو دے دیا — آج بھی گویا رہے پھر فاقہ کش آل عبا
تیسرے دن بھی یونہی افطار کے وقت اک فقیر — آگیا در پر ' سنو فریاد' میں بھی ہوں اسیر
میں بھی ہوں مارا ہوا آفات کا، آلام کا — پھیرنے والے ہو رخ تم گردش ایام کا
آج بھی سائل کا دامن اس سخی نے بھر دیا — دے کے کھانا شاد اس ناشاد کو بھی کر دیا
بن گیا یہ واقعہ بخشش آل رسول — سورۂ 'الدھر' کی آیات کا وجہ نزول
حق نے خود اپنے کلام پاک میں توصیف کی — فاقہ کش فاقہ مٹانے والوں کی تعریف کی
کس قدر روشن ہے یہ ایثار اہل بیت کا — واقعی بے مثل ہے کردار اہل بیت کا

بعض کہتے ہیں کہ تینوں دن جناب جبرئیل دیکھنے آئے تھے اہل بیت کا صبر جمیل

عرض حال

سوچئے یہ داستاں کتنی طلب انگیز ہے
مجھ سے بیکس کے لئے تو خاص ہمت خیز ہے
آج ہے مخدومۂ دارین کا یوم وصال
اور اس کے در پہ ہوں جو ہے مخدومہ کا لال
مجھ کو بھی گھیرے ہوئے ہیں حادثات روزگار
میں بھی اس کے پاس حاضر ہوں چشم اشکبار
جس کے جسم پاک میں ہے خون زہرا موجزن
جس نے تازہ کی ہے اہل بیت کی رسم کہن
جس کی پیشانی ہے جلوہ گاہ محبوب خدا
جس کا رخ ہے یا فروغ صبح ایمان و ہدیٰ
نقش لاثانی جسے کہتے ہیں سب اہل نظر
دور حاضر میں نقیب عظمت نوع بشر
قطب دوراں، غوث الاغیاث زمانہ بالیقیں
بایزید عصر، سلطان یگانہ بالیقیں
اس کی شخصیت حقیقت میں سراپا نور ہے
کیوں نہ ہو نور نگاہ مصطفےٰ کا نور ہے
جس کا قلب نور ہے عرش خدا دید جلیل
کاشف اسرار وحدت اس کا دیدار جمیل
مرجع اہل مصائب ہے جب اس کا آستاں
کیوں نہ پھر اس کو سناؤں رنج و غم کی داستاں

التجا

اے شہنشاہ زمانہ میری بھی فریاد سن
جو ہوا ہے مجھ پہ جور و ظلم و استبداد سن
اے مساکین زمانہ تیرے گھر سے فیضیاب
مجھ کو لے ڈوبی ہے میری فطرت خانہ خراب
اے کہ تجھ پہ ختم بندہ پروری و خواجگی
آنکھ ہے میری، تری تلر عنایت پر لگی
مجھ سا مسکیں ہے کہاں اے وارث فضل رسول
میں بھی فریادی ہوں، ہاں اے خواجۂ اہل قبول
اے سراپا عفو و رحمت اے شہنشاہ کریم
الکرم ثم الکرم اے مظہر در یتیم!
تو نے دامن بھر دیا ہے در پہ جو آیا یتیم
میں بھی ہوں فریاد بر لب سو یتیموں کا یتیم
اے کریم ابن کریم ابن کریم ابن کریم!
اے قسیم ابن قسیم ابن قسیم ابن قسیم
ہے مجھے زنجیر پا سنگینی حالات بھی
کس قدر پر ہول ہے یہ یورش آفات بھی
پھیر ہر طوفان کا رخ، توڑ زنجیر الم
التجا کرتا ہے یہ آسیؔ، اسیر بند غم

مسائل دینیہ

☆☆ محقق دوراں جناب علامہ حافظ محمد نصر اللہ مدنی آسوی ☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میری بھائی شوکت صاحب سے خصوصی اور قارئین سے عمومی اپیل ہے کہ مجھے مفتی نہ لکھا جائے میں اس کا اہل نہیں ہوں۔

جنگ جمل کی حقیقت

س السلام علیکم حافظ صاحب! بعض لوگ کہتے ہیں سیدہ عائشہ صدیقہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کا آپس میں اختلاف تھا اسی وجہ سے ان کی آپس میں جنگ ہوئی اس جنگ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے اس مسئلہ کو تفصیل کے ساتھ تحریر کریں

(۲) بدمذہب یزید کو امیر المؤمنین کہتے ہیں اور بخاری شریف کی حدیث قسطنطنیہ پیش کرتے ہیں وہ حدیث کس لشکر کے لئے تھی اور یزید کس لشکر میں شامل ہوا تھا۔ (شہزاد عطاری، خالد علی، کامران عطاری، شیخ آصف شاہدرہ لاہور)

ج وہ جنگ جسے جنگ جمل کہا جاتا ہے اس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ساتھ نہیں تھے یہ بالکل جھوٹ ہے (جنگ صفین کا واقعہ اور ہے) اور نہ وہ حقیقت میں جنگ تھی نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی ماں سے جنگ کر سکتے تھے اور نہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے جنگ کا ارادہ کیا۔ آپ تو لوگوں کی اصلاح کی خاطر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تشریف لے گئی تھی اور یہ قاتلین عثمان سے قصاص لینے کی ایک ترکیب تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کی رائے کو قبول فرمایا جب واپسی کا ارادہ کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں کل مدینہ منورہ واپس جا رہا ہوں وہ لوگ میرے ساتھ ہرگز نہ چلیں جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر طعن کرنے یا قتل کرنے میں کسی قسم کی اعانت کی ایسے بے وقوفوں کو اپنے نفس پر ملامت کرنی چاہئے۔ جب ابن سبا کی پارٹی نے سنا تو ان کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی کہ صلح کا وبال انہی پر ہے اگر یہ صلح تمام ہوگئی تو ان کے قتل پر منتج ہوگی ہم قاتلین عثمان سب قتل کر دیئے جائیں گے تو انہوں نے خفیہ میٹنگ بلائی اور کہا تمہاری کامیابی اسی میں ہے کہ لوگوں میں مل کر رہو اور جب لوگ ایک دوسرے سے ملیں تو تم لڑائی برپا کر دو اور لوگوں کو اس بات کا علم نہ ہونے دو۔

(کامل ابن اثیر جلد ۳ ص ۲۳۲، تفسیر قرطبی جلد ۱۶ سورہ حجرات)

یہی بات ان کی اپنی کتابوں میں بھی لکھی ہوئی ہے اگر یہ اپنی کتابوں کا مطالعہ کریں تو ان پر حقیقت واضح ہو جائے

شیعوں کی تاریخ ,,روضۃ الصفا،، میں یہ واقعہ لکھا ہوا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دونوں لشکر آمنے سامنے پڑاؤ ڈالے بیٹھے تھے دونوں طرف کے امن پسند اور صلح جو حضرات نے انتہائی کوشش کی جب ان کی صلح کی کوششیں بار آور ہوتی نظر آئیں تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلین نے صبح ہونے سے پہلے پہلے جنگ چھیڑ دی کچھ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لشکر میں گھس کر تباہی پھیلانے لگے اور کچھ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سمجھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ شروع کر دی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

سمجھا حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما نے وعدہ خلافی کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی جنگ کے لئے آمادہ ہو گئے۔

(تاریخ روضۃ الصفاج ۲ص۳۸۴ ذکر خلافت امیر المومنین)

شیعہ سنی دونوں کی کتابوں سے واضح ہو گیا کہ جنگ کا دونوں گروہوں میں سے کسی ایک کا بھی ارادہ نہیں تھا۔ بلکہ ایک یہودی (عبداللہ بن سبا) کی سازش تھی جس کی وجہ سے مسلمانوں میں غلط فہمی ہو گئی حالانکہ دونوں گروہ ایک دوسرے کو مسلمان سمجھتے تھے یہی وجہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ آیت سنائی تھی۔ اگر مسلمانوں کے دو گروہ لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو۔ (شیعہ کی معتبر کتاب، مناقب ابن شہر آشوب فی حرب الجمل ج ۳ص ۱۵۵)

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی محبت شیعہ کتب کی روشنی میں

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل کے دن حضرت زبیر کو آواز دی ،، میری طرف آیئے ،، وہ ان کے پاس آئے دونوں نے ایک دوسرے کو پیار و محبت کی نگاہ سے دیکھا اور ایک دوسرے کو گلے لگایا اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: زبیر تمہیں وہ دن یاد ہے جب رسول اللہ ﷺ سے میں نے بنی بیاضہ میں ملاقات کی تو آپ ﷺ میرا چہرہ دیکھ کر مسکرائے اور میں بھی مسکرایا اس وقت تم آپ ﷺ کے ساتھ تھے تو رسول اللہ ﷺ نے تجھ سے دریافت کیا تھا کیا تجھے علی رضی اللہ عنہ سے محبت ہے تو تم نے کہا تھا: خدا کی قسم میں ان سے بہت محبت کرتا ہوں تو آپ نے فرمایا ایک دن تو علی پر چڑھائی کرے گا اور زیادتی تیری ہو گی تو حضرت زبیر نے استغفر اللہ پڑھا اور کہا اگر مجھے یہ حدیث یاد ہوتی تو آپ سے جنگ نہ کرتا اور جنگ چھوڑ کر چلے گئے۔ (کشف الغمہ ج ۱ص ۲۳۱، تاریخ یعقوبی ج ۲ص ۱۸۲، مروج الذہب ج ۲ص ۳۶۲۔)

حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادت پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حسن ظن وحسن اعتقاد: اس کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھنے کھڑے ہوئے جب سجدہ میں گئے تو عمرو نے تلوار کے ذریعہ آپ پر حملہ کر کے آپ کو شہید کر دیا اور آپ کی زرعہ، تلوار اور گھوڑا لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا تو فرمایا یہ وہ تلوار ہے جس کے ذریعہ اس تلوار والے نے نبی کریم ﷺ کی بہت سی تکلیفیں دور کیں۔ اس کے بعد آپ کے قاتل کو مخاطب کر کے فرمایا: تجھے جہنم کی آگ مبارک ہو وہ کہنے لگا حضور ہم آپ کے دشمنوں سے لڑیں اور آپ ہمارے حق میں جہنم کی آگ کی بشارت دیں۔ (شیعہ کی معتبر کتاب، تاریخ روضۃ الصفا ج ۲ص ۴۸۷)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قاتل کے بارے میں پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوئی شیعہ مؤرخ لکھتا ہے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، کے قاتل ،عمرو،، کو جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تجھے جہنم کی آگ مبارک ہو، تو وہ انتہائی بزدلی اور غصہ میں آیا تو اس نے تلوار اپنے پیٹ پر رکھ کر خودکشی کر لی۔ (روضۃ الصفا)

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث یاد دلائی تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا وہ بھی استغفر اللہ پڑھ کر میدان جنگ سے پلٹ آئے تو اس کے بعد مروان بن الحکم نے ان کو تیر مار کر شہید کر دیا جنگ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ جب قرہ نامی پل کے پاس سے گذرے تو اس جگہ ٹھہرے جہاں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے **انا للہ وانا الیہ راجعون** پڑھا اور کہا خدا کی قسم! اے طلحہ تو اس جنگ کو بہت ناپسند کرتا تھا (شیعہ کی مستند کتاب ،، مروج الذہب ج ۲ص ۳۶۵) اور ،، روضۃ الصفا ،، کی روایت ہے کہ جب مروان نے آپ کو زخمی کر دیا تو آپ نے اپنے غلام کو کہا کہ مجھے شہر لے چلو غلام نے زیادہ کمزوری کی بنا پر آپ

کو ایک ویرانے میں اتار دیا آپ نے ایک سوار کو دیکھا تو پوچھا کس گروہ سے تعلق رکھتے ہو اس نے کہا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گروہ سے تو آپ نے فرمایا: اپنا ہاتھ آگے کرو تا کہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں تمہارے ہاتھ پر تجدید بیعت کروں انہوں نے بیعت کر لی تو کچھ وقت کے بعد آپ کی روح مبارک عرش کی بلندیوں کو پرواز کر گئی۔ جب لشکر نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ" اللہ تعالیٰ نے یہ نہ چاہا کہ وہ طلحہ کو میری بیعت کے بغیر جنت میں داخل کرے"۔ (تاریخ روضۃ الصفاج ۲ ص ۴۸۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حلفاً فرمایا" حضرت طلحہ جنگ کے ارادے سے نہیں آئے تھے بلکہ قاتلین عثمان سے قصاص لینے کا مطالبہ انہیں اس طرف لے آیا اور وہ جنتی ہیں انہیں میرے ساتھ کوئی بغض وعداوت نہیں اب جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کو تسلیم نہ کرے وہ محب علی نہیں ہو سکتا۔ اور جو ان کے جنتی ہونے میں شک کرے وہ خود جنتی نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کو رسول اللہ ﷺ نے جنتی قرار دیا ہے آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں وہ دس صحابہ جن کو رسول اللہ ﷺ نے ایک ہی وقت میں نام لے کر جنت کی بشارت دی۔" خود شیعہ مصنف لکھتا ہے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ ان دس خوش قسمت صحابہ کرام میں سے ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے دنیا میں ہی جنتی ہونے کی بشارت دے دی تھی یہ حضور ﷺ کے مشیر بھی تھے غزوہ احد میں رسول کریم ﷺ کے دفاع میں ان کی خدمات نمایاں ہیں مشرکین کی تلواروں کو حضور ﷺ پر پڑنے سے روکتے ہوئے ان کے ہاتھوں کی انگلیاں بیکار ہوگئی تھیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا طلحہ پر جنت واجب ہوگئی۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی پھوپھی کے بیٹے تھے آپ بھی ان دس خوش قسمت صحابہ کرام میں سے ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے دنیا میں ہی جنتی ہونے کی بشارت دے دی تھی اور غزوہ احد میں شدت کے وقت رسول کریم ﷺ کے ساتھ رہے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔

(ابن ابی حدید شرح نہج البلاغہ ج ۱ ص ۷۶)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مقام

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم اپنی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو قید کرنا چاہتے ہو یا گالی دیتے ہو اگر تم نے ایسا کیا تو تم یقیناً کافر ہو گئے کیونکہ وہ تمہاری ماں ہیں اور اگر تم کہتے ہو کہ وہ تمہاری ماں نہیں تو پھر تم نے اللہ کے اس فرمان کو جھٹلایا، کہ نبی کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں،، (شیعہ کی معتبر کتاب،، مناقب آل ابی طالب لابن شہر آشوب ج ۲ ص ۱۴۳) اب جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محب یا قرآن کو ماننے والا ہوگا وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ماں سمجھے گا ان سے پیار کرے گا اور زبان درازی سے باز رہے گا اور جو ان کے ساتھ بغض رکھے، لعنت کرے یا گالیاں نکالے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلہ کو تسلیم نہ کرے وہ اپنے دعویٰ محبت میں جھوٹا بلکہ وہ قرآن کا بھی منکر ہے۔ اب فیصلہ آپ کریں محب اہل بیت کون اور منکر اہل بیت کون؟

جنگ جمل کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے بھائی عبدالرحمٰن، تیس مرد اور بیس دیندار عورتیں مدینہ کی طرف بھیجیں۔ ان بیس عورتوں کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہدایت پر پگڑیاں باندھی گئیں اور تلواروں سے مسلح کیا گیا اور تاکید کی کہ اپنا عورت ہونا ان پر ظاہر نہ کرنا اور مردوں کی طرح منہ پر کپڑا لپیٹے رہنا اور حسب توفیق ان کی خدمت کرنا۔ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ پہنچیں تو آپ سے پوچھا گیا آپ کا سفر کیسا رہا فرمایا: بخیر و عافیت۔ خدا کی قسم ابو طالب کے بیٹے نے بہت کچھ دیا لیکن ایک بات

انہوں نے کی کہ میرے ساتھ ناواقف مردوں کو بھیجا اس پر ان عورتوں نے اپنی شناخت کروائی۔ تو یہ دیکھ کر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سجدہ شکر بجا لائیں اور فرمانے لگیں۔ خدا کی قسم! ابوطالب کے بیٹے نے میری بہت عزت کی ہے۔ میں تو چاہتی تھی کہ مکہ سے بصرہ کی طرف نہ جاؤں اگرچہ مجھے فلاں فلاں مصائب کیوں نہ برداشت کرنے پڑیں لیکن مجھے یہ کہہ کر مجبور کر دیا گیا تھا۔ کہ آپ کے نکلنے سے لوگوں کے درمیان صلح و آشتی ہو جائے گی پھر میں چل پڑی اور ہوا جو ہوا۔ (شیعہ کی معتبر کتاب ,,مروج الذہب ج ۲ ص ۳۷۰ خروج عائشہ) خود حضرت علی رضی اللہ عنہ بنفس نفیس تین میل تک سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو رخصت کر کے واپس بصرہ مڑے جب مدینہ پہنچ کر عورتیں اپنے اصل لباس میں آئیں تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت علی سے راضی ہو گئیں اور اس عظیم مرد اور اللہ کے شیر کی تعریف بیان کی۔ (روضۃ الصفاء ج ۲ ص ۲۸۸)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقام

شیعہ مصنف لکھتا ہے: جمیع بن عمیر نے کہا کہ میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا اور پوچھا رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب کون تھا فرمانے لگیں فاطمہ رضی اللہ عنہا میں نے کہا میرا سوال مردوں کے بارے میں ہے فرمایا: ان کے خاوند (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ان کے محبوب ہونے میں کیا رکاوٹ ہے وہ بہت زیادہ روزہ رکھنے والے اور رات کو کھڑے ہو کر یادِ خدا کرنے والے تھے اور جب رسول اللہ ﷺ کا خون مبارک ان کے ہاتھوں پہ پڑا تو انہوں نے اسے منہ میں ڈال لیا۔ (کشف الغمہ ج ۱ ص ۲۴۳) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دل میں آپ سے بغض و عناد ہوتا تو آپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایسی تعریف ہرگز نہ کرتیں۔

ان بد مذہبوں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خلاف بہت سی غلط باتیں مشہور کر رکھی ہیں جن کا آپ کی ذات سے کوئی تعلق واسطہ نہیں اور آپ کو بدنام کرنا، آپ پر تہمت لگانا کوئی نیا کام نہیں منافقوں نے بھی نبی کریم ﷺ کے ظاہری زمانہ اقدس میں بدنام کرنے کے لئے آپ پر تہمت لگائی تو اللہ تعالیٰ نے سورہ نور کی سترہ آیات میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عفت و عصمت پاکدامنی اور منافقین کے الزام کی تردید فرمائی معلوم ہوا آپ کو بدنام کرنا کسی مسلمان کا کام نہیں ہو سکتا منافق کا کام ہے مومن تو آپ کو اپنی ماں تسلیم کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک منافق بڑا بہتان لائے ..... وہ جس نے سب سے بڑا حصہ لیا اس کے لئے بڑا عذاب ہے (سورہ نور: ۱۱ پارہ ۱۸ رکوع ۸) وہ عبداللہ بن ابی منافق تھا جس نے یہ طوفان گڑھا اور اسے مشہور کیا (تفسیر نور العرفان) اے مسلمانوں جب منافقین نے تہمت لگائی تو تم نے نیک گمان کیوں نہ کیا (سورہ نور: ۱۲ پارہ ۱۸ رکوع ۸) وہی (تہمت لگانے والے) اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔ (سورہ نور: ۱۳ پارہ ۱۸ رکوع ۸) اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ کبھی ایسا نہ کہنا۔ (سورہ نور: ۱۷ پارہ ۱۸ رکوع ۸) قرآن کی ان آیات کے مطابق ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بدگمانی کرنے والا اور برائی کی تہمت کا قائل دائرہ اسلام سے خارج قرار پاتا ہے

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مقام رسول اللہ ﷺ کی نظر میں

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا **اَیُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَیْکَ** آپ کو سب سے زیادہ پیارا کون؟ فرمایا: عائشہ میں نے پوچھا مردوں میں سے کون؟ فرمایا: عائشہ کا باپ۔ (بخاری 4358 مسلم 2384 مشکوۃ باب مناقب ابوبکر 6023)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے ہدیے اور گفٹ اس دن پیش کرتے جس دن آپ میرے گھر

میں ہوتے رسول اللہ ﷺ کی رضا چاہتے کو،رسول اللہ ﷺ کی ازواج کے دوگروہ تھے ایک گروہ میں عائشہ،حفصہ،سودہ اور صفیہ اور دوسرے گروہ میں ام سلمہ اور تمام ازواج تھیں تو ام سلمہ کے گروہ نے ان سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے عرض کرو کہ آپ لوگوں کو فرمادیں کہ میں جس گھر میں بھی ہوں وہ اپنے ہدیے پیش کردیا کریں تو نبی کریم ﷺ نے مجھ سے منہ پھیرلیا دوبارہ عرض کیا تو آپ نے دوبارہ منہ پھیرلیا جب میں نے تیسری بار عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے عائشہ کے بارے میں اذیت مت دو کیونکہ عائشہ کے سوا تم میں سے کسی زوجہ کے بستر میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوئی'' انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں آپ کو اذیت دینے سے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں۔ پھر انہوں نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا انہوں نے جب بات کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'': اے بیٹی کیا تم اس سے پیار نہیں کرتیں جس سے میں پیار کرتا ہوں ؟'' انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں، فرمایا: ''عائشہ سے پیار کرو۔'' (بخاری 2581 مسلم 2441 مشکوۃ 6189 باب مناقب ازواج النبی ﷺ)

پتہ چلا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خلاف کسی کی بات سننا پسند نہیں کرتے حتیٰ کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بھی نہیں تو ہم تم کس شمار میں ہیں بلکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پیار کرتی ہیں کیونکہ ان کو رسول اللہ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پیار کرنے کا حکم دیا تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تنقید کرنے سے رسول اللہ ﷺ کو اذیت ہوتی ہے اور آپ کی اذیت اللہ کی اذیت ہے۔ اور نبی کو ایذاء دینے والے بحکم قرآن دنیا و آخرت میں ملعون ہیں:

رب تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالاخِرَةِ وَأَعَدَّلَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ﴾ بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے اُن کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (سورۃ الاحزاب آیت: ۵۷) وَمَنْ يَلْعَنِ اللهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ نَصِيرًا اور جس پر اللہ لعنت کردے اس کا کوئی مددگار نہیں (سورہ نساء: ۵۲)

جن کا کوئی مددگار نہ ہوان ملعونوں کے ساتھ دوستی رکھنا ان سے نکاح کرنا ان کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں اگر کوئی ان کے ساتھ دوستی رکھے یا پیار کرے تو وہ ازروئے حدیث قیامت کے دن انہی کے ساتھ ہوگا۔ (بخاری 6169 مسلم 2640)

(س۲) بدمذہب یزید کو امیر المؤمنین کہتے ہیں اور بخاری شریف کی حدیث قسطنطیہ پیش کرتے ہیں وہ حدیث کس لشکر کے لئے تھی اور یزید کس لشکر میں شامل ہوا تھا۔

جواب: بہت سے لوگ وہابیوں دیوبندیوں میں خواہ مخواہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو نعوذ باللہ غلط کار اور باغی کے ناپاک الفاظ سے یاد کرتے ہیں اور اس کے مقابلے میں یزید ناپاک کو اچھالنے کی کوشش کرتے ہیں میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے حدیث پاک کی روشنی میں کچھ عرض کرتا ہوں نبی کریم ﷺ نے بہت سی احادیث میں سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا نام لیکر فضائل بیان کئے ہیں ان میں سے دو تین احادیث برکت کے لئے اور اس کے ساتھ یہ بھی متعین ہو جائے کہ وہ کونسی ہستی ہے جس کے مقابلے میں یزید کا نام لیا جاتا ہے اور اسے بڑا بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿ اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ ﴾ اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس کو محبوب بنالے اور جو اس سے پیار کرے اس کو بھی محبوب بنالے۔ (بخاری و مسلم ترمذی ۳۷۶۹ مشکوۃ حدیث ۶۱۴۳)

یہ ہے مقام امام عالی مقام کا حدیث میں اب میں تمام ذریت یزید کو للکارتا ہوں اور ان سے پوچھتا ہوں ہے کوئی ماں کا لعل جو ایسی حدیث یزید کے متعلق پیش کرے ”کہ میں یزید سے پیار کرتا ہوں،، قیامت تک کوئی ایسی حدیث پیش نہیں کر سکتا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ﴿حسینٌ مِنّی و انا مِن حُسینٍ اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْناً﴾ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں اللہ اس کو محبوب بنالیتا ہے جو حسین سے پیار کرے (ترمذی ۳۷۷۵ مشکوۃ حدیث ۶۱۶۹) کمال قرب ظاہر کرنے کے لئے کہ مجھ میں اور حسین میں کوئی فاصلہ نہیں ہمارے دونوں کے تعلق میں واسطہ کوئی نہیں ہے کوئی ماں کا لعل جو ایسی حدیث یزید کے متعلق پیش کرے صبح قیامت طلوع ہو جائے گی مگر یزید کے بارے میں ایک ایسی حدیث پیش نہ کر سکے گا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ﴿اِنَّ الحَسَنَ و الحُسَینَ هُمَا رَیْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْیَا﴾ بے شک حسن اور حسین میرے دنیا کے دو پھول ہیں۔ (ترمذی ۳۷۷۰)

﴿اِنَّ الحَسَنَ و الحُسَینَ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ﴾ بے شک حسن اور حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ (ترمذی ۳۷۸۱)

ہے کوئی ماں کا لعل جو ایسی حدیث یزید کے متعلق پیش کرے صبح قیامت طلوع ہو جائے گی مگر یزید کے بارے میں ایک ایسی حدیث پیش نہ کر سکے گا آج کے ان کے پاس بخاری کی ایک ضعیف روایت ہے جس میں وہ بے جا طور پر لٹکے ہوئے ہیں اس کے سوا اور کچھ بھی نہیں اس روایت کے بل بوتے پر وہابی مولوی ابو یزید بٹ نے ایک کتاب لکھی ”رشید ابن رشید“ اس پلید کو یزید سے اتنی محبت ہے کہ اپنے بیٹے کا نام یزید رکھا اس کتاب کے ٹائٹل پر لکھا ”امیر المؤمنین سیدنا و مولانا یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ و صلی اللہ علیہ و احسن الجزاء“ ایسے لگتا ہے جیسے پلیدوں نے یزید کا کلمہ پڑھا ہوا ہے۔ اس طرح کے پاک لوگوں کے القاب اور اس طرح کے سابقے اور لاحقے لگا کر یزید کا پاک اور کامیاب ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ یہ اوصاف نیک لوگوں کے اوصاف ہیں مگر یزید کو پاک لوگوں سے کیا تعلق۔ یہ کتاب علماء دیوبند کے پاس بھیجی گئی ان میں سے ایک وہابی خبیث نے کہا ” کہ مجھے اپنے باپ کے جنتی ہونے میں تو شبہ ہو سکتا ہے مگر یزید کے جنتی ہونے میں کوئی شبہ نہیں یزید قطعی جنتی ہے“

قطعی وہ ہے جس میں کوئی شک نہ ہو جب وہابی کسی ناروایات کی حمایت پر اتر آتے ہیں تب وہ اسلام کے تمام قواعد اور شریعت کے تمام اصول بھول جاتے ہیں ورنہ وہ خود اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں: کہ کسی بات کا قطعی ہونا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یا تو اس کے لئے محکم آیت ہو یا رسول اللہ ﷺ کی متواتر اور محکم حدیث ہو۔ متواتر وہ حدیث ہوتی ہے جس کے روایت کرنے والے راوی ہر طبقہ میں اتنے زیادہ ہوں کہ جن کا جھوٹ پر اکٹھا ہونا محال ہو ایک یا دو تین صحابیوں کی روایت کردہ حدیث متواتر نہیں ہو سکتی۔

میں چیلنج کرتا ہوں دنیائے وہابیت کو کہ لاؤ وہ قرآن کی کوئی آیت یا رسول اللہ ﷺ کی کوئی متواتر محکم حدیث دکھاؤ جس کے اندر یزید کا جنتی ہونا لکھا ہوا ہو، اگر آپ لے آئیں تو میں دس لاکھ تمہاری خدمت میں پیش کروں گا۔ مگر شرم ہے کہ آنے کا نام نہیں لیتی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ﴿اِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ﴾ جب تو بے شرم اور بے حیا ہو جائے تو جو چاہے کر (بخاری) یعنی جب حیا ختم ہو جائے تو پھر حلال و حرام، حق و باطل، سچ اور جھوٹ کی واقعی پرواہ نہیں ہونی چاہئے کہ یہ ساری باتیں تو ہوتی ہی حیا والوں کے لئے ہیں اور تم میں حیا ہے ہی نہیں اور جس میں حیا نہ ہو اس میں ایمان بھی نہیں ﴿والحیاء شعبة من الایمان﴾ (انشاء اللہ قیامت تک کوئی ایسی دلیل نہیں لا سکتے اور آج کے جو وہ دکھاتے ہیں اپنے باپ کے متعلق۔ اس روایت کو بھی وہ توڑ موڑ کر پیش کرتے ہیں لکھتے ہیں کہ بخاری کی حدیث میں ہے کہ یزید جنتی ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ بخاری

کی روایت کے اندر نہ یزید کا نام ہے نہ جنت کا نام نہ یزید کے جنتی ہونے کا نام بخاری میں تو یہ ہے ہی نہیں اگر کوئی دکھادے تو میں اس کے لئے بھی دس لاکھ کا اعلان کرتا ہوں۔ صحیح بخاری تو کیا حدیث کی کسی کتاب کے اندر بھی دکھادے مگر شرط یہ ہے کہ وہ حدیث صحیح ہو اور قوی الاسناد ہو۔

اب میں اس حدیث کی طرف آتا ہوں یہ حدیث صرف ایک صحابی نے بیان کی ہے یہ حدیث غریب ہے لہذا یہ متواتر نہیں ہو سکتی خبر واحد ہے اور خبر واحد اگر صحیح بھی ہو تو اس سے کوئی قطعی مسئلہ ثابت نہیں ہو سکتا چہ جائکہ حدیث ہو ہی ضعیف۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿اوّلُ جیش من امتی یغزون مدینة قیصر مغفورا لھم﴾ میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر پر حملہ کرے گا وہ بخشا ہوا ہے۔ (بخاری) اس حدیث میں نہ یزید کا نام ہے اور نہ جنتی ہونیکا۔ اللہ جھوٹوں کو ہدایت دے۔

اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث سنداً صحیح نہیں ہے اس حدیث کی سند یہ ہے

حدثنا اسحاق بن یزید الدمشقی حدثنا یحی بن حمزة قال حدثنی ثور بن یزید عن خالد بن معدان

اس حدیث کا دوسرا راوی یحی بن حمزة دمشقی ہے

اس کے متعلق حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: ابن معین نے کہا یہ قدری ہے۔ تہذیب التہذیب ۱۱/۲۰۰

اس حدیث کا تیسرا راوی ثور بن یزید کلاعی حمصی ہے

اس کے متعلق حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: ابن سعد نے کہا یہ قدری ہے ثور جب بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کرتا تو کہتا میں اس شخص کو پسند نہیں کرتا جس نے میرے دادا کو قتل کیا تھا۔ (تہذیب التہذیب ۲/۳۳-۳۵)

امام احمد بن حنبل نے کہا کہ ثور بن یزید قدری ہے اور اس کو اہل حمص نے نکال دیا تھا اور اس کے گھر آگ لگادی تھی کیونکہ یہ مسئلہ تقدیر میں کلام کرتا تھا۔ (میزان الاعتدال ۱/۱۵۱)

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس سند کے تمام راوی حمص اور دمشق کے ہیں اور اُس علاقہ میں ایسے لوگ تھے جو خاندانِ بنو امیہ کے چاہنے والے تھے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالف تھے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث کے بعض راوی قدری یعنی منکر تقدیر تھے اور بعض راوی ناصبی یعنی اہل بیت کے مخالف تھے اور حدیث صحیح کی شرط یہ ہے کہ اس کا روایت کرنے والا بدعقیدہ اور بدعتی نہ ہو تو یہ روایت اصولِ درایت پر صحیح نہیں ہے۔

اس تحقیق سے واضح ہوگیا کہ اس حدیث کی سند میں چونکہ بعض راوی قدری اور ناصبی تھے اس لئے یہ حدیث غیر صحیح ہے لہذا اس حدیث سے یزید کی مغفرت پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔

اگر اس حدیث کو صحیح بھی مان لیا جائے تب بھی اس حدیث سے یزید کی مغفرت پر استدلال صحیح نہیں ہے۔

حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ پندرہ ہجری میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک لشکر حمص روانہ کیا اور بعد میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی اس لشکر میں شامل ہوگئے۔ سخت سردیوں کے موسم میں مسلمانوں نے حمص کا محاصرہ کرلیا۔ سردیوں کے اختتام تک یہ محاصرہ جاری رہا۔ بالآخر حضرت ابو عبیدہ نے حمص فتح کرلیا۔ (البدایہ والنہایہ ۷/۵۲، الکامل فی التاریخ ۲/۳۴۲)

اس تفصیل سے معلوم ہوگیا کہ حامیانِ یزید کا اس حدیث سے یزید کی مغفرت پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ اول تو یہ حدیث صحیح نہیں ہے ۔
ثانیاً بر تقدیرِ تسلیم اس حدیث کی بشارت کے مصداق ۱۵ ہجری کے مجاہدین ہیں یعنی حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء جنہوں نے پہلی بار مدینہ قیصر یعنی حمص پر حملہ کیا اور اس کو فتح کیا اور سن باون میں جنہوں نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا وہ پہلی بار مدینہ قیصر پر حملہ کرنے والے نہ تھے اور نہ اس بشارت کا مصداق تھے۔ (شرح مسلم سعیدی ۳/۶۳۰)

شیخ الحدیث والتفسیر مفتی اشرف القادری محدث نیک آبادی (گجرات) فرماتے ہیں:

(۱) اس حدیث کے اندر جو راوی ہیں وہ محدثین کے اتفاق سے ناصبی اور قدری ہیں ناصبی اہلبیت کے دشمن کو کہتے ہیں اور محدثین کا قاعدہ ہے کہ حدیث کو روایت کرنے والا اگر بدمذہب ہو تو تین شرطوں کے ساتھ اس کی روایت قبول کرنے کی اجازت ہے (۱) اس کی بدمذہبی اس کو کفر تک نہ لے گئی ہو (۲) اپنے مذہب کے اعتبار سے وہ متقی پرہیز گار ہو اس کو جھوٹ کی عادت نہ ہو اور دماغ اس کا تندرست ہو (۳) جس حدیث کو وہ بیان کرے وہ حدیث اہل سنت کے خلاف اس کی بدمذہبی کو تقویت پہنچانے والی نہ ہو۔

یزید شام میں تھا اس حدیث کے پانچ راوی ہیں اور پانچوں شامی ہیں۔ ثور بن یزید اور یحیٰ بن حمزہ قدری اور ناصبی یعنی بدمذہب ہیں اہل سنت کے ساتھ بغض رکھتے ہیں اور اگر اس حدیث میں یزید کی کوئی منقبت ثابت ہوتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ حدیث ناصبیوں اور قدریوں کی بدمذہبی کو تقویت پہنچا رہی ہے اور بدمذہبوں کی بیان کی ہوئی حدیث ان کی بدمذہبی کو تقویت پہنچا رہی ہو تو ان کی یہ روایت باجماع محدثین حجت نہیں ہوتی۔ اٹھا کر پھینک دو باہر کہ نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے اسی طرح یہ حدیث باجماع محدثین مردود و مطرود ہے یہ حدیث معتبر نہیں نہ رہے بانس نہ بجے بانسری

(۲) وہ کہتے ہیں کہ یزید نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا لہٰذا یہ حدیث یزید پر فٹ آتی ہے۔ قسطنطنیہ قیصر کا شہر تھا میں کہتا ہوں کہ سوچ سمجھ کر جواب دو اس حدیث میں قسطنطنیہ کا کوئی نام نہیں صرف مدینۃ قیصر کا ذکر ہے اب قیصر کا شہر کون سا ہے؟ تاریخ سے یہ بات ثابت ہے جس طرح ایک بہت بڑی مملکت ہوتی ہے کئی اسٹیٹس اس مملکت کے ہوتے ہیں تو ہر اسٹیٹس میں اس کے گھر بنائے جاتے ہیں کہ جب بادشاہ آئے گا تو وہ اس میں آرام کرے گا یہ بہت بڑی سلطنت تھی۔ ادھر یورپ تک ادھر عرب ملک شام تک تو مملکت کے اندر تر کیا بھی آتا ہے قیصر کا جو سب سے بڑا شہر تھا وہ تھا روم جو کہ آج کل اٹلی کا دار الخلافہ ہے جہاں وہ مستقل رہتا تھا ترکیا کے اندر بھی اس کا ایک شہر تھا قسطنطنیہ اس زمانے میں یوروشلم اسرائیل تھا نہ فلسطین نہ اردن نہ لبنان سارے کا سارا شام ہی کہلاتا تھا شام کے اندر اس کے دو شہر تھے حمص اور دمشق اب یہ کتنے ہوگئے چار روم، قسطنطیہ، حمص اور دمشق اب انہیں کیسے پتہ چل گیا کہ حدیث پاک میں اس سے مراد قسطنطیہ ہے روم، حمص یا دمشق نہیں کیا ثبوت ہے دلیل لاؤ ھاتوا برھانکم ان کا یہ پوائنٹ بھی بے دلیل ہے اور شک ہوگیا ایک کے مقابلے میں چار کا جب اتنا شک پایا گیا تو ان کی بات غیر معتبر ہوگئی۔

مَغفُورٌ لَّھُمْ (ان کی بخشش ہوگئی) سے یزید کے قطعی جنتی ہونے پر استدلال: مَغفُورٌ لَّھُمْ کا مطلب ہے ان کے سابقہ گناہ بخش دیئے گئے آئندہ کی کوئی گارنٹی نہیں مغفور کا لفظ اور احادیث میں بھی آیا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ جو ایک بار یہ عمل کرلے اس کے آئندہ گناہ بھی بخش دیئے گئے اور وہ قطعی جنتی ہوگیا اس کے ذمہ کوئی گناہ ہو ہی نہیں سکتا کتنی اندھی سوچ ہے الٹی گنگا بہہ رہی ہے کس قدر ظلم اور زیادتی ہے بلکہ یہ حدیث کی معنوی تحریف

ہے۔خطبہ جمعۃ المبارک مفتی اشرف صاحب (اس خطبہ کی وڈیو cd موجود ہے)

وہ احادیث جن میں مَغْفُورٌ لَّهُمْ (ان کی بخشش ہوگئی) کا الفاظ آئے ہیں:: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حج کے دن عرفہ کی رات آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اورارشاد فرماتا ہے۔ اَفِیْضُوا عبادی مَغْفُورًا لکم وَلِمَنْ شَفَعْتُمْ له میرے بندوں بخشے ہوئے لوٹ جاؤ اور جن کے لئے تم شفاعت کرو۔ (طبرانی ترغیب حدیث (۱۶۷۰) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم حاجی سے ملو اس کو سلام کرو اس سے مصافحہ کرو اور اسے کہو کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہونے سے پہلے تمہارے لئے بخشش طلب کرے ﴿فَاِنَّهٗ مَغْفُوْرٌ لَّهٗ﴾ کیونکہ وہ بخشا ہوا ہے (احمد ۵۱۱۶ مشکوۃ حدیث ۲۵۳۸) کتاب الحج اگر اس طرح کی احادیث سے قطعی جنتی ہونا ثابت ہو جائے تو پھر کیا ضرورت ہے عمل کرنے کی بس زندگی میں ایک حج کرلیا اس کے بعد قتل کرو ڈاکے مارو زنا کرو اہل بیت اور صحابہ کی توہین کرو بس حج کرلیا جنت کی ٹکٹ مل گئی (نعوذ باللہ)

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِیْمِ بلکہ اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہوتا ہے (بخاری ۶۶۰۷ و مسلم مشکوۃ ۸۳ کتاب الایمان باب الایمان بالقدر)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں مصافحہ کرتے ہیں ﴿اِلَّا غفر لهما قبل ان يفترقا﴾ تو ان کے جدا ہونے سے پہلے ان کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (ترمذی ۲۷۲۷ مشکوۃ ۴۶۷۹) کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی مسلمان کو سلام و مصافحہ کرلیا ہمیشہ کے لئے جنتی ہو گئے نہیں بلکہ سابقہ گناہ بخش دیئے گئے۔ آئندہ کی کوئی گارنٹی نہیں

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی قوم اکٹھے ہو کر اللہ کا ذکر کرتی ہے اور وہ اس سے اللہ کی رضا چاہتی ہے تو آسمان سے منادی نداء کرتا ہے ﴿قُومُوا مَغْفُورًا لكم قَدْ بُدِّلَتْ سيئاتكم حسنات﴾ تم بخشے ہوئے کھڑے ہو جاؤ تمہارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا گیا ہے۔ (احمد ۱۲۰۰۰)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب مسلمان آدمی وضو کرتا ہے تو اس کے کانوں آنکھوں ہاتھوں اور پاؤں سے گناہ نکل جاتے ہیں ﴿فَاِنْ قَعَدَ قَعَدَ مَغْفُورًا له﴾ پھر اگر وہ بیٹھے تو وہ بخشا ہوا بیٹھتا ہے۔ (احمد ۲۱۱۵۰) کیا اس کا مطلب ہے کہ صرف وضو کرنے سے انسان قطعی جنتی بن جاتا ہے باقی کسی عمل کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ اس حدیث میں تو نماز کا بھی ذکر نہیں ہے۔ تو ان تمام احادیث کا مطلب یہی ہے کہ سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں آئندہ کی گارنٹی نہیں۔

نجات کا دارومدار خاتمہ پر ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ﴿اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِیْمِ﴾ بلکہ اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہوتا ہے (بخاری ۶۶۰۷ و مسلم مشکوۃ ۸۳ کتاب الایمان باب الایمان بالقدر)

وہابیوں کے گھر کی گواہی: پروفیسر ساجد میر کے امام غیر مقلد وہابی مصنف وحید الزماں اس حدیث کے تحت لکھتا ہے:- پہلا جہاد معاویہ کے ساتھ ہوا جزیرہ قبرص فتح کرنے کو۔ اسی میں ام حرام شریک تھیں۔ ۵۸ھ میں دوسرا جہاد جو قسطنطیہ پر ہوا۔ یزید بن معاویہ اس کا سردار تھا۔ اس میں بھی بہت سے صحابہ شریک تھے جیسے ابن عمر ابن عباس ابن زبیر اور ابو ایوب رضی اللہ عنہم وغیرہم۔ اس حدیث سے بعضوں نے یہ مطلب نکالا ہے۔ جیسے مہلب نے کہ یزید کی خلافت صحیح تھی اور وہ بہشتی ہے۔ میں کہتا ہوں سبحان اللہ! اس حدیث سے یہ کہاں نکلتا ہے کہ یزید کی خلافت صحیح ہے کیونکہ یزید جب قسطنطیہ پر چڑھ گیا تھا اس وقت تک حضرت معاویہ زندہ تھے انہی کی خلافت تھی اور حضرت معاویہ کی خلافت تا حیات باتفاق علماء صحیح تھی۔ کس لئے کہ

امام برحق امام حسن علیہ السلام نے خلافت ان کو تفویض کی تھی۔ اب لشکر والوں کی بخشش ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر فرد بھی بخشا جائے اور بہشتی ہو۔ خود آنحضرت ﷺ کے ساتھ (یعنی معیت میں) ایک شخص خوب بہادری سے لڑا تھا آپ نے فرمایا تھا ﴿هذا من اهل النار﴾ وہ دوزخی ہے (بخاری حدیث ۳۰۶۲ و مسلم مشکوٰۃ ۵۸۹۲ باب المعجزات) بہشتی اور دوزخی ہونے میں خاتمہ کا اعتبار ہے۔ یزید نے گو پہلے اچھا کام کیا کہ قسطنطیہ پر چڑھائی کی مگر خلیفہ بننے کے بعد اس نے وہ گند پیٹ سے نکالے کہ معاذ اللہ۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کرایا۔ اہل بیت کی اہانت کی جب سر مبارک امام حسین علیہ السلام کا آیا تو مردود کہنے لگا میں نے بدر کا بدلہ لے لیا۔ مدینہ منورہ پر چڑھائی کی۔ حرم محترم میں گھوڑے بندھوائے۔ مسجد نبوی اور قبر شریف کی توہین کی' مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی' وہاں منجنیق لگائی' ان گندگیوں کے باوجود بھی کوئی یزید کو مغفور اور بہشتی کہہ سکتا ہے۔؟

قسطلانی نے کہا یزید امام حسین علیہ السلام کے قتل سے خوش اور راضی تھا اور اہل بیت کی اہانت پر بھی اور یہ امر متواتر ہے اس لئے ہم اس کے باب میں توقف نہیں کرتے بلکہ ہمیں اس کے ایمان میں بھی کلام ہے اللہ کی لعنت اس پر اور اس کے مددگاروں پر۔ (تیسیر الباری شرح بخاری جلد ۴ص ۱۲۵ کتاب الجہاد والسیر)

یزید کی تکفیر اور لعنت: اہل حدیث کے امام نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں: کہ یزید پر بعض نے لعنت بھی کی ہے اور بعض نے اس کی تکفیر بھی کی ہے، جن میں امام احمد بن حنبل، حافظ ابن جوزی وغیرہ محدثین شامل ہیں۔ نواب صاحب نے لکھا ہے کہ یزید شراب کا عادی، زانی، فاسق اور بے نمازی تھا۔ اور اس نے مکہ اور مدینہ پر چڑھائی کی۔ (بغیۃ الرائد فی شرح العقائد فارسی ص ۱۰۷-۱۰۸)

امام حسین کے قاتل جہنم کا ایندھن ہیں: مولوی مطیع الرحمٰن اہل حدیث کے امام حافظ حفیظ اللہ اعوان سیالکوٹی لکھتے ہیں: دوسری محترم ہستی حضرت امام حسین بن علی علیہ السلام کی ہے جو نواسہ رسول اور جگر گوشہ بتول ہیں ان کی اور ان کے رفقاء کی شہادت ۱۰ محرم کو کوفیوں کی بے مروتی و بے وفائی اور روایتی فوج کی بربریت کی وجہ سے ہوئی۔ جنہوں نے خود ہی بلایا اور خانوادۂ نبوت اور نواسہ رسول ﷺ کے خون میں ہاتھ رنگ کر اپنے آپ کو جہنم کا ایندھن بنایا۔ (درخشندہ نگینے، ص ۱۰۶ ناشرین: اہل حدیث یوتھ فورس، مسجد اول اقبال روڈ سیالکوٹ)

امام حسین کی شہادت کا منکر بدعتی اور امامت کے لائق نہیں: اہل حدیث کے امام مولوی ثناء اللہ امرتسری ایک سوال کے جواب میں کہتے ہیں۔ جو حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت نہیں مانتا وہ بدعتی ہے اس کو امام نہیں بنانا چاہئے۔ (فتاوی ثنائیہ ۱/۳۹۵ باب اول عقائد و مہمات دین)

اہل حدیث کے امام قاضی سلیمان منصور پوری وہابی کی گواہی:

نبی کریم ﷺ نے عثمان بن طلحہ سے فتح مکہ کے روز خانہ کعبہ کی چابی دیتے ہوئے فرمایا: یہ چابی لے لو اس کو تم سے سوائے ظالم کے کوئی نہیں چھین سکے گا۔ (البدایہ والنہایہ: ۴/۳۰۱، تفسیر در منثور: ۲/۱۷۵، مجمع الزوائد: ۳/۲۶۹ نمبر ۵۷۰۷ کتاب الحج، طبرانی فی الکبیر: ۱۱/۱۰ نمبر ۱۱۲۳۴) قاضی سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں: مؤرخین کا بیان ہے کہ یزید پلید نے ان سے یہ چابی چھین لی تھی۔ (رحمۃ للعالمین ج ۲/۱۴۳ مکتبہ محمدیہ اردو بازار لاہور) (الحقیقہ میلاد نمبر ۲۰۰۴ء) ہم کہتے ہیں شاید قاضی صاحب کے علم میں وہ حدیث نہیں "جس میں ذکر ہے کہ چابی چھیننے والا کافر ہوگا ملاحظہ ہو حضرت سیدنا سعید بن المسیب کی روایت: اس روایت میں لفظ کافر بھی موجود ہے۔ (سبل الهدا والرشاد فی سیرۃ خیر العباد: ۵/۲۴۴) حدیث

کی روشنی میں پتہ چلا کہ کعبہ کی چابی چھیننے والا ظالم اور کافر ہوگا۔اور وہ یزید پلید ہی ہے

یزید امام جلال الدین سیوطی کی نظر میں: امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں: اللہ کی لعنت ہو امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل ابن زیاد اور یزید پر۔امام کربلا میں شہید ہوئے اور آپ کی شہادت کا قصہ طویل ہے۔قلب اس کے ذکر کا متحمل نہیں ہوسکتا۔(تاریخ الخلفاء ص ۸۰)

یزید، صاحب تفسیر روح المعانی کی نظر میں: خاتمۃ المحققین السید محمود آلوسی صاحب تفسیر روح المعانی یزید کے متعلق لکھتے ہیں: اور میں کہتا ہوں جو میرے گمان پر غالب ہے کہ وہ خبیث نبی پاک ﷺ کی رسالت کی تصدیق کرنے والا نہیں تھا۔بیشک اس کا مجموعی عمل جو اس نے اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کے حرم پاک کے رہنے والوں کے ساتھ کیا اور نبی کریم ﷺ کی طیب وطاہر عترت یعنی اولاد رسول کے ساتھ ان کی زندگی اور ان کی وفات کے بعد جو کچھ روا رکھا اور جو کچھ اس سے ذلت آمیز افعال صادر ہوئے ہیں یہ زیادہ دلالت کرنے والے ہیں اس کی عدم تصدیق پر۔اس شخص کے عمل سے کہ جس نے قرآن پاک کے اوراق کو نجاست میں پھینکا (تمام فقہاء نے لکھا ہے کہ جو شخص قرآن شریف کے اوراق کو نجاست میں پھینکے وہ کافر ہے) اور اگر تسلیم کرلیا جائے کہ وہ خبیث مسلمان تھا تو وہ ایسا مسلمان تھا کہ اس نے اپنے لئے اتنے کبیرہ گناہ جمع کر لئے تھے کہ وہ احاطہ بیان سے باہر ہیں اور میرے نزدیک یزید جیسے شخص معین پر لعنت کرنا جائز و درست ہے۔اگر چہ اس جیسا کوئی فاسق بھی متصور نہیں ہوسکتا۔اور ظاہر یہی ہے کہ اس نے توبہ نہیں کی اور اس کی توبہ کا احتمال اس کے ایمان کے احتمال سے بھی کمزور ہے۔یزید کے ساتھ ابن زیاد، ابن سعد اور اس کی جماعت کو بھی لاحق و شامل کیا جائے گا ﴿فلعنة الله عليهم اجمعين وعلى انصارهم واعوانهم وشيعتهم ومن مال اليهم الى يوم الدين ما دمعت عين على ابى عبد الله الحسين﴾ پس اللہ کی لعنت ہو ان سب پر اور ان کے اعوان و انصار پر اور ان کے گروہ پر اور جو بھی ان کی طرف مائل ہو قیامت تک جب تک کوئی بھی آنکھ آنسو بہائے امام حسین پر۔(تفسیر روح المعانی ج۲۶ص ۶۶)

یزید امام سعد الدین صاحب شرح عقائد کی نظر میں:

امام سعد الدین تفتازانی شافعی شرح عقائد میں جو درس نظامی کی کتاب ہے میں فرماتے ہیں: حق تو یہ ہے کہ یزید کی رضا قتل حسین پر اور اس کا اس پر خوش ہونا اہل نبوت کی توہین کرنا متواتر المعنی اگرچہ اس کی تفصیل آحاد ہے پس ہم اس معاملہ میں توقف نہیں کرتے بلکہ اس کے ایمان میں بھی کلام ہے ﴿فلعنة الله عليه اجمعين وعلى انصاره واعوانه﴾ اس پر اس کے اعوان پر اللہ کی لعنت ہو۔(شرح عقائد ص ۱۱۷)

یزید امام احمد اور ابن جوزی کی نظر میں:

شیخ احمد صبان اسعاف الراغبین میں تحریر فرماتے ہیں:۔

امام محمد بن حنبل نے یزید کو کافر کہا اپنے علم و ورع کے اعتبار سے وہ کافی ہیں ان کے علم و ورع اس بات کے مقتضی ہیں کہ یزید کو کافر اسی وقت کہا ہوگا جبکہ صریح موجب کفر باتیں اس سے واقع ہوئی ہوں گی۔ایک جماعت کا جن میں ابن جوزی وغیرہ بھی ہیں یہی فتوی ہے یزید کے فسق پر اجماع ہے۔بہت سے علماء کرام نے یزید کا نام لے کر اسے لعنت کرنے کو جائز رکھا ہے۔امام احمد سے بھی یہی مروی ہے۔ابن جوزی نے بتایا کہ قاضی ابو یعلی نے مستحقین لعنت کے بارے میں ایک کتاب لکھی ہے اس میں یزید کا بھی ذکر کیا ہے۔(صواعق محرقہ ص ۱۶۵)

.... ☆☆☆☆ .....

نشانی مومن، خدا رسول صلی اللہ علیہ والیہ وسلم اور

اہل بیت سے محبت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''سنن ترمذی'' اور ال ''مستدرک'' میں حدیث نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے کہ ''اللہ تبارک وتعالیٰ سے محبت کرو کہ وہ آپ کو نعمتیں عطا کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ سے محبت کے نتیجے میں مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کی وجہ سے میری اہل بیت سے محبت کرو''۔

''دیلمی'' نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اپنی اولاد کو تین باتوں کی تعلیم دو، اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت، انکی اہل بیت سے محبت اور تلاوت قرآن پاک''۔

''بلخی'' نے ''ینابیع المودۃ'' میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے کہ جب ابولہب کی بیٹی حضرت درۃ رضی اللہ عنہا نے مدینہ منورہ ہجرت کی تو حضرت رافع بن المعلی کے گھر قیام پذیر ہوئیں، قبیلہ بنی زریق کی کچھ خواتین نے حضرت درۃ رضی اللہ عنہا سے کہنا شروع کر دیا کہ تو تو ابولہب کی بیٹی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں ''کہ ٹوٹے ہاتھ ابی لہب کے'' اس لئے تجھے تیری ہجرت کوئی فائدہ نہ دیگی، یہ سن کر حضرت درۃ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس تشریف لائیں اور آکر سارا ماجرا بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم بیٹھو اور خود منبر پر جلوہ افروز ہونے کے بعد سامعین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ''اے لوگو! میری اہل بیت کے بارے میں مجھے کیوں تکلیف دیتے ہو؟ خدا کی قسم! روز قیامت میری شفاعت میرے قرابت داروں کو فائدہ پہنچائے گی''۔

''فیروز آبادی'' نے ''فضائل الخمسہ'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ابولہب کی بیٹی درۃ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس تشریف لائیں اور فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لوگ اونچی آوازوں سے پکارتے ہیں کہ میں آگ کے ایندھن والے کی بیٹی ہوں، جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے شدید ناراضگی اور غصہ کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ''اس قوم کا کیا حال کہ جو میرے نسب اور قرابت داروں کے بارے میں مجھے ایذا پہنچاتے ہیں، خبردار! آگاہ رہو، کہ جس نے میرے نسب اور میرے قرابت داروں کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو ناراض کر دیا''۔

حب علی رضی اللہ عنہ ہے حب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم، بغض علی رضی اللہ عنہ ہے بغض نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

''بلخی'' نے ''ینابیع المعدۃ'' میں حدیث نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نقل کی ہے کہ ''جس نے حضرت علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی۔ جس نے حضرت علی سے بغض رکھا، اور جس نے حضرت علی کو ایذا پہنچائی اس نے مجھے ایذا پہنچائی اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اور اس نے خداوند تعالیٰ کی ناراضگی حاصل کرلی''۔

''بلخی'' نے ینابیع المودۃ'' میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''کوئی شخص اس وقت تک مومن ہو ہی نہیں سکتا کہ جن تک میری اہل بیت اور مجھ سے محبت نہ کرتا ہو''۔ جس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ کی اہل بیت سے محبت کی کیا نشانی ہے؟ جس پر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی پر اپنا دست مبارک رکھتے ہوئے فرمایا ''اس سے''

''مسند دیلمی'' میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا'' کہ جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ سے محبت کرتا ہے وہ قرآن پاک سے محبت کرتا ہے، جو قرآن پاک سے محبت کرتا ہے، وہ مجھ سے محبت کرتا ہے، اور جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ میرے اصحاب اور قرابت داروں سے محبت کرتا ہے''۔

فضیلت حب آل محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم:

''دیلمی'' نے الفردوس'' حضرت ابن مسعود کی روایت نقل کی ہے کہ''**حب آل محمد یوم "خیر "من عبادة" سنة و من مات علیه دخل الجنة**'' آل محمد صلی اللہ علیہ والیہ وسلم سے ایک دن کی محبت ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے، اور جو اس محبت میں مرگیا وہ جنت میں داخل ہوا، ایک اور حدیث جس کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ''میری اور میرے اہل بیت کی محبت سات انتہائی مشکل مواقعوں پر فائدہ پہنچائے گی''۔

''دیلمی'' نے الفردوس'' اور'' ابن عدی'' نے'' الکامل'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''میں درخت ہوں، فاطمہ پھل دینے والی ہے، علی پیوند کار ہے، حسن اور حسین اس کے پھل ہیں، اور میری اہل بیت سے محبت کرنے والے اس کے پتے ہیں یہ سب کے سب جنت میں ہیں، یہ حق ہے، یہ حق ہے، یہ حق ہے''۔

''ذخائر العقبیٰ'' میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نقل کی گئی ہے کہ ''ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاتھوں کو پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ جس نے ان دونوں اور ان کے والدین سے محبت کی اور میری سنت پر عمل کرتے ہوئے فوت ہو گیا تو وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ''جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور آپ کے اہل بیت سے محبت کا دعویٰ کرے لیکن اعمال میں ان کی اقتداء نہ کرے اور مساکین کے ساتھ بھی نہ بیٹھتا ہو تو وہ جھوٹا ہے''

فیروز آبادی نے فضائل الخمسہ اور بلخی نے ینابیع المودہ میں حب اہل بیت سے متعلق درج ذیل احادیث نقل کی ہیں۔

☆...... **من مات علیٰ حب آل محمد صلی الله تعالیٰ علیه و اله وسلم مات شهیداً**

جو شخص محبت آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر فوت ہوا تو وہ شہید فوت ہوا۔

☆...... **و من مات علیٰ حب آل محمد صلی الله تعالیٰ علیه و اله وسلم مات مومناً مستقبل الایمان۔**

جو شخص محبت آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر فوت ہوا تو وہ کامل ایمان کے ساتھ فوت ہوا۔

☆...... **ومن مات علیٰ حب آل محمد صلی الله تعالیٰ علیه واله وسلم بشره ملک الموت ثم منکر و نکیر**

جو شخص محبت آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر فوت ہوا اسے ملک الموت اور منکر نکیر جنت کی بشارت دیتے ہیں۔

☆ ..... و من مات علیٰ حب آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و الہ وسلم یزف الیٰ الجنۃ کما تزف العروس الیٰ بیت زوجھا۔

جو شخص محبت آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر فوت ہوا اسے اس انداز میں جنت میں بھیجا جائے گا جیسے دلہن دولہا کے گھر۔

☆ .....و من مات علیٰ حب آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و الہ وسلم فتح فی قبرہ بابان فی الجنۃ۔

جو شخص محبت آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر فوت ہوا اس کی قبر میں دو دروازے جنت سے کھول دیئے جاتے ہیں۔

☆ ..... و من مات علیٰ حب آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و الہ وسلم جعل اللہ زوار قبرہ ملایکۃ الرحمۃ

جو شخص محبت آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر فوت ہوا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی قبر کو رحمت کے فرشتوں کی زیارت گاہ بنا دیتا ہے۔

فیروز آبادی نے فضائل خمسہ اور بلخی نے ینابیع المودۃ میں بغض اہل بیت سے متعلق درج ذیل احادیث نقل کی ہیں

☆ .....و من مات علیٰ بغض آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و الہ وسلم جاء یوم القیامۃ مکتوب بین عینیہ آیس من رحمۃ اللہ

اور جو کوئی بغض آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر مر گیا تو روز قیامت وہ اس طرح آئے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان عبارت لکھی ہوئی ہوگی کہ نا امید بارگاہ عزوجل

☆ ..... و من مات علیٰ بغض آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و الہ وسلم مات کافراً

اور جو کوئی بغض آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر مرا تو کافر مرا۔

☆ ..... و من مات بغض آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و الہ وسلم لم یشم رائحۃ الجنۃ

اور جو کوئی بغض آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر مرا تو وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھ سکے گا۔

ذخائر العقبیٰ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللھم اغفر للعباس وولدہ ولمن احبھم" "اے باری تعالیٰ حضرت عباس، ان کی اولاد اور ان سے محبت کرنے والوں کی مغفرت فرما۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے "انصار، ان کی اولاد، ان کی اولاد کی اولاد اور ان سے محبت کرنے والوں کے لئے بھی دعا فرمائی"

سنن ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "جس شخص نے دل سے ہمارے ساتھ محبت کی، اپنی زبان اور ہاتھ سے ہماری اعانت کی، میں اور وہ شخص جنت کے اعلیٰ درجے میں ہوں گے اور جس شخص نے دل سے ہمارے ساتھ محبت کی اور اپنی زبان کے ساتھ ہماری اعانت کی اور اپنے ہاتھ کو بچائے رکھا تو وہ جنت کے اس سے نچلے درجے میں ہوگا، اور جس شخص نے دل سے ہمارے ساتھ محبت کی اور اپنی زبان اور ہاتھ ہم سے ہٹائے رکھا تو جنت کے اس سے بھی نچلے درجے میں ہوگا۔"

حاکم نے المستدرک میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت درج کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا "خیر کم خیر کم لاھلی من بعدی" "میرے بعد تمہارے لئے سب سے بہتر تمہارے لئے سب سے بہتر، میری اہل بیت ہی ہیں۔

ینابیع المودۃ میں حضرت ابوسعید الخذری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ میں امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہم سے محبت کی تو ہماری محبت کی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ اسے ضرور فائدہ پہنچائیں گے"

اہل بیت سے بغض اور عداوت رکھنے والے کا انجام: حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہے کہ "**الا و من مات علیٰ بغض آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و الہ وسلم جاء یوم القیامۃ مکتوب بین عینیہ ' آیس' من رحمۃ اللہ.** اور جو کوئی بغض آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر مر گیا تو روز قیامت وہ اس طرح آئے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان عبارت لکھی ہوئی ہوگی کہ 'نا امید بارگاہ عزوجل'

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول مبارک ہے کہ "جس نے ہم سے عداوت کی، تو پس اس نے رسول اللہ سے عداوت اختیار کی"

حاکم نے المستدرک میں حضرت ابی سعید الخذری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، کہ ہماری اہل بیت سے بغض رکھنے والا کوئی شخص بھی نہیں بچ سکتا حتیٰ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اسے آگ میں داخل نہ فرمادیں"

منافق کی نشانی:

ذکائر العقبیٰ اور مسند دیلمی میں حضرت ابی سعید الخذری رضیہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "**من بغضنا فھو منافق**" جس نے ہم سے بغض اختیار کیا پس وہ منافق ہے۔

سنن ترمذی میں قول حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے کہ "**ما کنا نعرف المنافقین الا بغضھم علیاً رضی اللہ تعالیٰ عنہ**"۔ ہم منافقین کی پہچان نہیں کر سکتے تھے سوائے اس کے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض رکھتا ہو۔

اہل بیت سے بغض رکھنے کا انجام

شفاعت سے محرومی:

ابن الجوزی نے الموضوعات میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا "اے اللہ! جو مجھ سے اور میری اہل بیت سے بغض رکھے تو اس کو بہت زیادہ مال اور اولاد عطا کر، جو ان کو کافی ہو، مال میں اتنی زیادتی کر کہ ان کا حساب و کتاب طویل ہو جائے اور اولاد میں اتنی زیادتی فرما، تا کہ ان سے شیطانوں کی کثرت ہو"

تاریخ ابن عساکر اور سیوطی نے اللالی میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "**من ابغضنا اھل البیت حشرہ اللہ تعالیٰ یوم القیامۃ یھودیا و ان شھد ان لاالہ الا للہ**" جو ہماری اہل بیت سے بغض رکھتا ہو، اگر چہ اس نے کلمہ بھی پڑھا ہو تو روز قیامت اللہ تبارک وتعالیٰ اس کا حشر بطور یہودی فرمائیں گے۔

بلخی نے ینابیع المودۃ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ "جس نے میری اولاد کے بارے میں مجھے تکلیف پہنچائی تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

کیا لفظ عشق کی نسبت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی طرف کرنا ناجائز ہے؟

﴿افضال حسین نقشبندی﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال: کیا لفظ "عشق" کی نسبت نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی طرف کرنا جائز ہے؟

جواب: سید الاولین والآخرین، سید الانبیاء، رئیس الاتقیاء حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے ساتھ محبت وعشق کا ہونا ایمان کی شرائط میں سے ہے۔ اسی لیے اہل سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حد درجہ پیار اور والہانہ محبت (عشق) کرتے ہیں۔ اور "عاشق رسول" اور "عاشق شاہ بطحاء" جیسے القابات کو اپنے لیے موجب فخر محسوس کرتے ہیں۔ لیکن اس پر بھی وہابیوں کی اکثریت اور کئی دیوبندی بھی طرح طرح کے آوازے کستے نظر آتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ لفظ "عشق" کی نسبت سرکار کی طرف کرنا ناجائز ہے تو کوئی بدعت کہتا ہے۔ اور کوئی لفظ عشق کا غلط مفہوم بیان کر کے اپنی خباثت کا ثبوت فراہم کرتا ہے۔ لفظ "عشق" کی نسبت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنا بالکل جائز ہے۔

لفظ عشق کی تحقیق: عشق کے لغوی معنی ہیں "حد سے بڑھ کر محبت کرنا" شدید محبت وغیرہ ہیں۔

(۱) المنجد میں ہے: عشقہ عشقاً وعشقاً ومعشقاً: بہت محبت کرنا، محبت میں حد سے بڑھ جانا، صفت مذکر عاشق (المنجد عربی اردو ص ۶۵۴ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

(۲) عشق: گہرا جذباتی لگاؤ، محبت، الفت (ع ش) ص ۹۹۵ جہانگیر اردو لغت جامع ترین مطبوعہ جہانگیر بکس)

(۳) عشق (ع) مذکر اکسی شے کے ساتھ حد سے بڑھ کر محبت کرنا۔ (نور اللغات حصہ دوم ص ۱۱۷) مولوی نور الحسن۔ نیر اردو لغت مطبوعہ نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد)

(۴) عشق: کسی شے سے بے حد محبت کرنا (لغات فارسی مترجم ص ۵۸۲)

(۵) عشق: (مذ) محبت، دیوانگی کی حد تک پہنچی ہوئی محبت۔ (جامع نسیم اللغات اردو ص ۷۹۷ مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز پرائیویٹ لمیٹڈ پبلشر لاہور)

(۶) عشق: (ع) مذکر کسی شے کے ساتھ حد سے بڑھ کر محبت کرنا (جامع اردو لغات از سید شہاب الدین دسنوی ص ۶۲۸ مطبوعہ بی شو روم بالمقابل اقبال لائبریری بک سٹریٹ جہلم پاکستان)

(۷) عشق: شدید محبت۔ (جامع اللغات ص ۴۷۳ از ڈاکٹر فرمان فتح پوری)

(۸) عشقہ (س) عشقاً وعشقاً ومعشقاً۔ بہت زیادہ محبت کرنا، محبت میں حد سے بڑھنا، صفت مذکر عاشق۔ (مصباح اللغات ص ۵۵۴ از ابوالفضل عبد الحفیظ بلیاوی مکتبہ الخلیل)

(۹) عشق: (مذکر) حد سے زیادہ محبت۔ (اظہر اللغات اردو ص ۳۹۹) مطبوعہ اظہر پبلشر لاہور)

(۱۰) عشق: شدت محبت، فریفتگی، والہانہ چاہت۔ (القاموس الجدید ص ۲۶۸ مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور)

لفظ عشق کا استعمال: (۱)۔ عبدالرشید عراقی وہابی نے لکھا ہے:

"حدیث کے ساتھ ان (ابوالقاسم سید بنارسی) کو غیر معمولی محبت اور عشق تھا" (چالیس علماء اہلحدیث ص ۲۱۴ مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور)

مزید لکھتا ہے کہ "(ابوالقاسم سیف بناری کو) نظریہ الحدیث سے تو عشق تھا) (چالیس علماء اہلحدیث ص ۲۱۷ مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور)

(۲)۔ غیر مقلد ڈاکٹر سبطین لکھنوی نے لکھا ہے:

"کلام اللہ کے ساتھ حضرت علامہ کا عشق جنون کی حد تک تھا" (علامہ احسان ظہیر ص ۶۰ مطبوعہ مکتبہ ناصریہ فیصل آباد)

آگے جا کر مزید یوں لکھا ہے:

"حضرت علامہ قرآن حدیث کے عاشق تھے" (شہید اسلام علامہ احسان الٰہی ظہیر ص ۱۳۵ مطبوعہ مکتبہ ناصریہ فیصل آباد)

(۳)۔ صمصام وہابی کہتا ہے: پھیر عشق توحید چہ جاناں کو ہاونا بیویاں اولاداں چھڈ جنگاں نوں جاونا

(گلشن صمصام ص ۱۸ مطبوعہ ملک سنز فیصل آباد)

(۴)۔ عبدالمجید خادم سوہدروی لکھتا ہے کہ: آپ (ابوالکلام آزاد) اللہ تعالیٰ اور اس کے مقدس کلام کے عاشق تھے۔

(سیرت آزاد ص ۵۸ مطبوعہ مسلم پبلیکیشنز اندرون موچی گیٹ لاہور)

ایک اور جگہ یوں لکھا ہے

"(ابوالکلام آزاد) نے قرآن کے عشق ہی کی بدولت سب کچھ حاصل کیا"۔ (سیرت آزاد ص ۳۲ مطبوعہ مسلم پبلیکیشنز لاہور)

(۵)۔ نور حسین گرجاکھی نے لکھا ہے:

"کھاوے ثمر توحید دے عاشقاں نے سنت والیاں لذتاں پائیاں نی"۔ (فضائل مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ص ۴۴ مطبوعہ ادارہ احیاء السنۃ گرجاکھ گوجرانوالہ)

ان سب مذکورہ بالا حوالہ جات سے بھی روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ لفظ "عشق" کا معنی ہے "والہانہ محبت، پیار" تو جب ثابت ہو گیا کہ "عشق" کا معنی ہے حد سے زیادہ پیار و محبت تو پھر اس لفظ کی نسبت نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی طرف کرنے میں کیا حرج ہے مثلاً اگر کوئی کہتا ہے "عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تو اس کا معنی ہوگا رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ بے حد پیار، والہانہ محبت۔ اگر پھر بھی تسلی نہ ہو تو گھر کی گواہیاں پیش خدمت ہیں۔

لفظ "عشق" کی نسبت نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے خود وہابی علماء کی کتب میں:

(۱)۔ وہابیوں کے "شیخ الاسلام" ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے:

دراصل یہ ناپسندیدہ القاب اسی عشق محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے کرشمے ہیں جس نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو عرب کے

لوگوں سے صحابی کا لقب دلایا تھا" (اہلحدیث کا مذہب ص ۱۰۰ مطبوعہ دار الکتب السلفیہ لاہور)

(۲)۔ مرکزی جمعیۃ اہلحدیث ہند کے اپنے وقت کے سیکرٹری 'عبد العزیز' نے لکھا ہے کہ:

"خداوند قدوس کی قوت انبعاث جس نے ہمیشہ مجددین کو مبعوث کیا پھر کار فرما ہوئی اور اس نے مولانا اسماعیل شہید........ جیسے مصلحین و مجددین کو پیدا کیا........ افغانستان جیسے جامد ملک میں عاشقان رسول اور شیدایان سنت کی ایک ایسی جماعت پیدا کر دی" (فیصلہ مکہ ص ۲۳ لاہور)

(۳)۔ غیر مقلدین کے 'ابو بکر غزنوی' نے لکھا ہے کہ:

"بئر معونہ کے قصہ میں عامر بن طفیل (رئیس بن عامر) کے پاس حضور کا والا نامہ پیش کرنے والے عاشق رسول حضرت حرام کے جب عامر بن طفیل نے نیزہ مارا اور وہ پار ہو گیا" (داؤد غزنوی ص ۳۰۹ مطبوعہ فاران اکیڈمی لاہور)

(۴)۔ آل نجد کے "امام العصر" ابراہیم میر سیالکوٹی نے لکھا ہے:

"پس لازم ہے کہ طالب زیارت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عظمت و محبت اپنے دل میں سب مخلوق سے زیادہ بٹھادے اور اس میں شوق زیارت کا چراغ ہمیشہ جلائے رکھے۔ یہاں تک کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح عشق و محبت کا درجہ حاصل ہو جائے" (سراجاً منیرا ص ۱۸ مطبوعہ فاران اکیڈمی لاہور)

(۵)۔ عبد المجید خادم سوہدروی لکھتا ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے عہد سعید میں اور آپ کے بعد جملہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عہد مبارک میں کتاب و سنت ہی پر تعامل رہا وہ سب بادۂ عشق رسول میں اس قدر مخمور و سرشار نظر آتے تھے کہ کسی بات اور کسی معاملے میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قول و عمل کے خلاف چلنا انہیں سخت ناگوار اور تکلیف دہ تھا"۔ (سیرۃ ثنائی ص ۴۳ مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور)

(۶)۔ آل نجد کے 'امام الکلام' ابو الکلام آزاد نے لکھا ہے:

"پس کیا مبارک ہیں وہ دل جنہوں نے اپنے عشق و شیفتگی کے لئے رب السمٰوات والارض کے محبوب کو چنا"

(ولادت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ص ۳۶ مطبوعہ بساط الادب ادبی مارکیٹ لاہور)

تھوڑا آگے جا کر یوں لکھا ہے:

"بلاشبہ محبت نبوی اور عشق محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے یہ پاک ولولے اور یہ مخلصانہ شوق تمہاری زندگی کی سب سے قیمتی متاع ہیں" (ولادت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ص ۳۶ مطبوعہ بساط الادب ادبی مارکیٹ لاہور)

تعزیت نامہ

☆ رانا عبد الجبار صاحب (پرنسپل انٹرنیشنل کمپیوٹر کالج شکر گڑھ) کے والد محترم رانا محمد اکرم قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ادارہ ان کے شریک غم ہے۔ رب تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

Monthly Mujjalah **AL-HAQIQA** November 2013 Reg.No. C.P.L.169

نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول شہزادہ گلگوں قباء، شہید دشتِ کربلا،

سیدُ الشہداء سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

کی بارگاہ دین پناہ میں عقیدت و محبت کا نذرانہ پیش کرنے کے لیے

شہادت کانفرنس

بمقام محلہ نقش لاثانی نگر

10 محرم الحرام صبح 9 تا نماز جمعہ

ملک بھر سے جید علماء واعظین نعت خواں حضرات
تشریف لا رہے ہیں

زیرِ صدارت

پیکرِ عزت و حمیت عاشقِ رسول مردِ مومن
مردِ حق جناب صاحبزادہ

محمد عطاءالحق صاحب مدظلہ

زیب سجادہ حضور مظہرِ اسلام

منجانب **شیرانِ اسلام پاکستان**